عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۱ | ۲۱ تا ۲۷ صفر ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ جنوری ۲۰۱۲ء | شمارہ: ۳

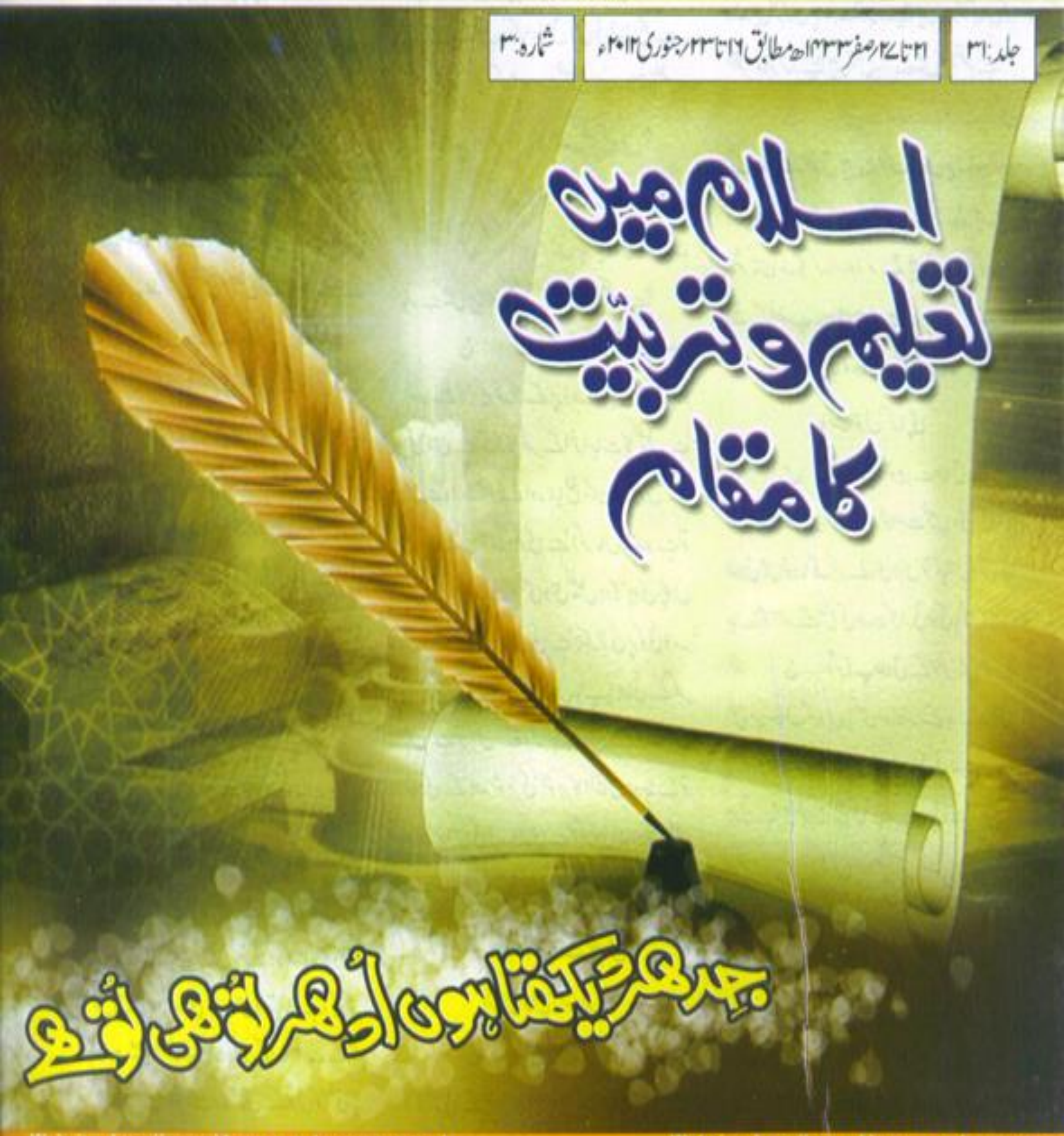

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شفق ابیض میں نماز عشأ

محمد اسامہ، کراچی

س:.....کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں:

ا:... اگر کوئی شخص شفق ابیض میں عشاء کی نماز پڑھ لے تو یہ درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو یہ مسئلہ عمومی ہے یا خصوصی یعنی عذر کی وجہ یہ کہ صاحب عذر شخص شفق ابیض کے غائب ہونے تک سخت بیماری کی وجہ سے انتظار نہیں کرسکتا۔

۲:... امام اعظم ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق شفق ابیض کے ختم ہونے پر عشاء کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور صاحبینؒ کے قول کے مطابق شفق احمر کے ختم ہونے پر عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے تو پوچھنا یہ ہے کہ فتویٰ کس قول پر ہے؟ اگر فتویٰ امام صاحبؒ کے قول پر ہو تو کیا عذر کی بنا پر صاحبین کے قول پر فتویٰ دیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

۳:... کن کن اعذار کی وجہ سے شفق ابیض کے اندر عشاء کی نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

ج:.....صاحبینؒ کے نزدیک شفق احمر کے اختتام پر مغرب کا وقت ختم ہوکر عشاء کا وقت شروع ہوجاتا ہے جبکہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے ہاں جب تک شفق ابیض ختم نہ ہو عشاء کا وقت شروع نہیں ہوتا، اسی میں ہی احتیاط ہے، کیونکہ عبادات میں احتیاط ہی کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ تاہم کتب فقہ میں حضرات صاحبین کے قول کو مفتی بہ قرار دیا گیا ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص شفق ابیض کے ختم ہونے سے پہلے عشاء کی نماز پڑھ لے تو صاحبین کے قول کے مطابق اس کی نماز صحیح ہے۔ لیکن بلاعذر ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

جائیداد پر بیٹی کا حصہ کم کیوں؟:

محمد شہزاد، لندن

س:.....اسلام میں جائیداد کی تقسیم کے بارے میں بیٹا اور بیٹی کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج:..... بیٹے کو شرعاً بیٹی کی نسبت دوہرا حصہ ملے گا، کیونکہ لڑکے پر ذمہ داریاں بھی زیادہ ہیں، اس لئے کہ لڑکا گھر کے اخراجات کا کفیل ہے، اس کے ذمہ چھوٹے اور نابالغ بہن بھائیوں کے اخراجات کی ذمہ داری ہے، اگر ماں زندہ ہے تو اس کے اخراجات کا بھی وہی کفیل ہوگا، بیوی بچوں کی ذمہ داری بھی اس کی ہے، جبکہ لڑکی پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے، جب تک ماں باپ یا بھائی کے گھر میں ہے تو اس کے اخراجات ان کے ذمہ ہیں شادی کے بعد شوہر کی، شوہر کا انتقال ہوجائے تو اولاد پر اس کی ذمہ داری ہے، اگر کوئی نہ ہو تب بھی بیت المال اس کے اخراجات کا ذمہ دار ہے۔

لڑکے، لڑکی کے حقوق

الماس خان، راولپنڈی

س:.....اسلامی تعلیمات کی روشنی میں لڑکا، لڑکی کے حقوق برابر ہیں، جبکہ دیکھا گیا ہے کہ

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

والدین لڑکوں پر بہت توجہ دیتے ہیں اور لڑکیوں کو نظر انداز کردیتے ہیں، اس بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:..... بحیثیت اولاد کے لڑکے، لڑکی کے برابر کے حقوق ہیں جو لوگ لڑکوں پر زیادہ توجہ دیتے ہیں اور لڑکیوں کو نظر انداز کرتے ہیں وہ مشرکین مکہ کا کردار ادا کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو اللہ کے غضب سے ڈرنا چاہئے۔

طلاق بالمعاوضہ خلع ہے

عائشہ بتول، کراچی

س:.....میں اپنے شوہر سے طلاق لے رہی ہوں، عدالت میں خلع کی درخواست نہیں دی، کیونکہ طلاق میں خود مانگ کر لے رہی ہوں، تو کیا اس کو خلع کہا جائے گا؟ اور مجھے خلع کی عدت گزارنی ہوگی یا نہیں؟

ج:.....اگر آپ طلاق کے عوض میں شوہر کو حق مہر معاف کردیں یا کسی معاوضہ کے بدلے طلاق لے لیں تو یہ خلع ہوگا۔ جس طرح طلاق کی عدت گزارنا ہوتی ہے اسی طرح خلع کی بھی عدت ہوتی ہے۔

اس پر دم نہیں

انور منصور، جدہ (سعودی عرب)

س:.....میں جدہ میں مقیم ہوں، میں نے یہاں حج کا فریضہ بھی انجام دیا ہے۔ حج کے پہلے دن غلطی سے میں نے ایک مچھر کو ماردیا، کیا اس پر بھی کوئی دم ہے؟

ج:.....اس پر کوئی دم وغیرہ نہیں ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۱ — ۲۱ تا ۲۷/صفر المظفر ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/جنوری ۲۰۱۲ء — شمارہ:۳

اس شمارے میں!

نیٹو کی پاکستانی چیک پوسٹوں پر بمباری...	۵	مولانا محمد اعجاز مصطفی
اسلام میں تعلیم وتربیت کا مقام	۹	مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی
جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے...(۲)	۱۳	مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
شریعت میں پردہ کی اہمیت	۱۷	محمد ثاقب ایوب
قادیانی مسلمانوں کے اجتماعی دھارے...	۱۹	مولانا زاہد الراشدی
ایک قادیانی کے سوال کا مفصل جواب (۲)	۲۱	مولانا غلام رسول دین پوری
خبروں پر ایک نظر	۲۵	ادارہ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

دُنیا میں چار آدمیوں کی مثال

ترجمہ:... ’’حضرت ابوکبشہ انماری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: میں تین باتوں پر قسم کھاتا ہوں، اور تم سے ایک بات بیان کرتا ہوں اسے اچھی طرح ذہن میں بٹھالو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (کہ جن تین باتوں پر قسم کھاتا ہوں، ان میں سے پہلی بات تو یہ ہے کہ) بندے کا مال صدقہ کرنے سے کبھی کم نہیں ہوتا، (کیونکہ صدقے کی بدولت اس کے مال میں برکت ہوتی ہے اور بہت سی آفات جن میں بے دریغ مال صَرف ہوتا، ان سے آدمی محفوظ ہوجاتا ہے، اور پھر صدقے کی بدولت نہ صرف دُنیا میں اس کے مال میں برکت ہوتی ہے بلکہ آخرت میں اسے سات سوگنا تک بدلہ بھی ملے گا) اور (دُوسری بات یہ کہ) جب بھی کسی بندے پر ظلم کیا جائے جس پر وہ صبر کرے (اور جواب میں کوئی انتقامی کارروائی نہ کرے) تو اللہ تعالیٰ اس کی عزّت بڑھا دیتے ہیں، اور (تیسری بات یہ کہ) جب بھی کسی بندے نے (مخلوق سے مانگنے اور) سوال کرنے کا دروازہ کھولا، اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔

اور میں تم سے ایک بات کہتا ہوں، اسے اچھی طرح ذہن میں بٹھالو! چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: دُنیا بس چار (قسم کے) آدمیوں کے لئے ہے، ایک وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال بھی دیا اور (اَحکامِ شرعیہ کا) علم بھی، پس وہ مال کے بارے میں اپنے رَبّ سے ڈرتا ہے (کہ کسی ناجائز ذریعے سے مال سمیٹنے کی کوشش نہیں کرتا، بلکہ صرف حلال وطیب ذرائع پر قناعت کرتا ہے) اور (پھر مال ہاتھ میں آجانے کے بعد وہ اسے اپنی خواہشات میں نہیں اُڑاتا بلکہ) اس کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے اور اس مال میں اللہ تعالیٰ کا حق جانتا ہے (اور اس حق شناسی کی بنا پر جہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے مال خرچ کرنے کا حکم فرمایا ہے، وہاں خرچ کرتا ہے) یہ شخص تو سب سے افضل مرتبے میں ہے۔

دُوسرا وہ بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم تو عطا فرمایا مگر مال نہیں دیا، پس وہ اپنے (علم ومعرفت کی وجہ سے) سچی نیت رکھتا ہے، وہ کہتا ہے کہ: ’’اگر میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں اس میں وہی عمل کرتا جو فلاں صاحب کر رہے ہیں (اور اس کی طرح مال کو کارِ خیر میں خرچ کرتا)‘‘ پس اس شخص کو اپنی نیت کا ثواب ملے گا، پس ان دونوں شخصوں کا اَجر وثواب برابر ہے۔

تیسرا وہ بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال تو دیا مگر علم نہیں دیا، پس وہ اپنے علمی اور جہالت کی وجہ سے مال کو (اپنی خواہشات میں) اندھا دُھند خرچ کرتا ہے، نہ تو (مال کے حاصل کرنے میں) خدا کا خوف رکھتا ہے (کہ حلال وحرام کی تمیز کرے)، اور نہ اس کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے، اور نہ وہ اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی حق جانتا ہے (اس لئے مال کی تحصیل اور اس کے صَرف کرنے میں کسی حکمِ شرعی کی رعایت نہیں کرتا) یہ شخص بدترین مرتبے میں ہے۔

چوتھا وہ بندہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نہ تو علم دیا، نہ مال، پس وہ کہتا ہے کہ: ’’اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی مال میں فلاں آدمی کی (جس کا ذکر تیسرے نمبر پر ہوا) رَوِش اختیار کرتا (مثلاً: جس طرح اس نے اپنی لڑکی لڑکے کی شادی دُھوم دھام سے کی اور اس میں کنجریاں نچائیں، میں بھی اسی طرح ٹھاٹ سے بچوں کی شادیاں کرتا)‘‘ پس یہ شخص اپنی نیت کی وجہ سے گنہگار ہے، اور ان دونوں کو (جو تیسرے اور چوتھے نمبر پر ذکر کئے گئے ہیں) برابر گناہ ہوگا۔‘‘ (ترمذی ج:۲ ص:۵۶)

یہ حدیث پاک بہت ہی سبق آموز ہے، اس میں سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مضمون حلفیہ ارشاد فرمائے ہیں، اور اس حلف کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ عام طور پر لوگوں کا نظریہ اور ان کی رَوِش بالکل اُلٹ ہے، عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صدقہ وخیرات دینے سے مال کم ہوجائے گا، چونکہ مال کی محبت دلوں میں جمی ہوئی ہے، اس لئے مال کم ہونے کا خیال صدقہ وخیرات اور فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے مانع آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ لوگ اپنی ضروریات بلکہ لغو اور مہمل خواہشات پر ہزاروں روپیہ اُڑادیتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہوئے جان نکلتی ہے، اور اگر خرچ کریں بھی تو نہ صرف فقراء ومساکین پر، بلکہ خدا تعالیٰ پر گویا اِحسان کر رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد میں اس ذہنیت کا علاج فرمایا ہے کہ صدقے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ اس میں برکت و اضافہ ہوتا ہے، اس لئے خرچ کرنے والوں کا فقراء و مساکین پر کوئی اِحسان نہیں، بلکہ حق تعالیٰ شانہٗ کا احسان ان خرچ کرنے والوں پر ہے۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

نیٹو کی پاکستانی چیک پوسٹوں پر بمباری

پاکستان کے لئے ایک چیلنج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

۱۱ر ستمبر ۲۰۰۱ء دنیا جسے نائن الیون سے تعبیر کرتی ہے کی تاریخ کو امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر کا ایک ڈرامہ تخلیق کر کے اسے دنیا کے سامنے فلمایا گیا اور اس کی آڑ میں دنیا بھر کے مسلمانوں کے خلاف ظلم وتشدد، کشت وخون اور قید وبند کی جو بھٹی گرم کی گئی تھی، آج تک اس کے شعلے بلند ہو رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے دہشت گردی کے نام پر مسلمانوں کے خلاف جس ظلم وبربریت، درندگی وحیوانیت کا مظاہرہ کیا، تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

۷ر اکتوبر ۲۰۰۱ء کی رات سے افغانستان پر شروع ہونے والی بمباری، حملے اور جنگ بدستور جاری ہے، ان نہتے، مظلوم اور مفلوک الحال افغان مسلمانوں کے قتل عام سے داعیان کفر کے جذبۂ انتقام کی آگ تاحال ٹھنڈی نہیں ہوئی۔

افغانستان سے شروع ہونے والی یہ آگ پھیلتے پھیلتے پاکستانی علاقے: وانا، سوات، مالاکنڈ، اور وزیرستان کو اپنی لپیٹ میں لے لینے کے بعد آج اس کے اثرات پورے ملک میں پھیل چکے ہیں۔

اُس وقت پاکستان کی صدارت کی کرسی پر براجمان پرویز مشرف جس نے ایک فون کال پر امریکہ کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے تھے اور اس نے استعمار کے ہر جائز وناجائز مطالبے کو پورا کرنا اپنا فریضہ اور نصب العین سمجھا تھا۔ بندرگاہ سے لے کر ایئرپورٹ تک اور زمینی راستوں سے لے کر فضائی راستوں تک سب کچھ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے لئے وا کر دیا تھا۔ اس کی نحوست ہے کہ آج تک پورا ملک ان استعماری ایجنٹوں اور ان کے آلہ کاروں کے ہاتھوں یرغمال بنا ہوا ہے۔

صرف اس پر بس نہیں گیا تھا، بلکہ امریکہ بہادر نے جن مردوں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں کے علاوہ جن ڈاکٹروں، سائنسدانوں، سیاست دانوں، دینی راہنماؤں اور دینی اداروں پر ''سرخ نشان'' لگایا، ان کو چن چن کر امریکہ کے حوالہ کیا گیا یا دہشت گردی کے خاتمہ کے نام پر انہیں حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا۔

پرویز مشرف ڈالروں کے عوض پانچ سو افراد کو گرفتار کر کے امریکہ کے حوالے کرنے کا اقرار اپنی کتاب میں کر چکا ہے۔ اسی طرح اس کے دور اقتدار میں جتنے علماء کرام، طلباء اور طالبات کو شہید کیا گیا، اتنی تعداد میں علماء کرام طلبہ وطالبات کا شہید کیا جانا میری معلومات کی حد تک سوائے برطانوی دور میں کہیں ثابت نہیں ہوتا۔

غرض یہ کہ جناب پرویز مشرف نے اس وقت بہت ہی گھٹیا کردار ادا کیا اور اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے پاکستان اور پاکستانی قوم کے محسنوں، مخلصوں، وفاداروں اور محافظوں کی تحقیر وتوہین کرائی گئی اور انہیں ذلت ورسوائی کی دلدل میں پھینکنے کے علاوہ دنیا بھر میں پاکستان کو ناقابل اعتماد ریاست کے

طور پر بدنام کرایا گیا۔

بدقسمتی سے پرویز مشرف کی جبری رخصتی کے بعد وجود میں آنے والی نئی حکومت اور صاحبانِ اقتدار بھی اپنے پیش رو کی ڈگر پر چل پڑے۔ سابق صدر کے امریکہ کے ساتھ کیے گئے خفیہ عہد و پیمان کو ختم کرنے اور انہیں قوم کے سامنے لانے کی بجائے ”وفا شعار“ غلام کی طرح آنکھیں بند کر کے ان پر عمل درآمد شروع کردیا گیا۔ موجودہ حکومت کے دور میں ملکی سلامتی کے پیش نظر پیشگی کسی تحقیق و تفتیش کیے بغیر امریکیوں کو دھڑا دھڑ ویزے دیے گئے محسوس ہوتا تھا کہ شاید پاکستان کوئی خودمختار ملک اور خودمختار ریاست نہیں، بلکہ امریکہ اور اس کے ایجنٹوں کی ایک کالونی ہے۔

اسی کا نتیجہ اور شاخسانہ تھا کہ ریمنڈ ڈیوس جیسے قاتل اور دہشت گرد پاکستان میں دندنانے لگے اور پاکستانی تنصیبات اور حساس نوعیت کے مقامات ان کی زد میں آنے لگے، اس سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا اتنا حوصلہ بڑھا کہ انہوں نے پاکستانی حکومت اور صاحب اقتدار و اختیار کو خاطر میں لائے بغیر ایبٹ آباد میں شیخ اسامہ کو شہید کیے جانے کا ڈرامہ آسانی رچا لیا اور نوبت بایں جارسید کہ! اب انہوں نے پاکستان کی محافظ افواج کی چیک پوسٹوں پر بڑی ڈھٹائی سے بمباری کر کے ۲۵ قیمتی جانوں کو شہید اور ۱۵ کو زخمی کردیا۔ صحافی بھائیوں کی تحریر و تحقیق کے مطابق ان چوکیوں پر حملے سے قبل امریکی فوجی گیارہ مرتبہ پاکستان کی سرحدات کی خلاف ورزی کر چکے ہیں۔

اخباری اطلاعات کے مطابق ۲۶ نومبر ۲۰۱۱ء جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب مہمند ایجنسی کے ہیڈ کوارٹرز غلنئی سے ۵۵ کلومیٹر شمال مغرب کی جانب بائیزئی کے علاقہ سلالہ میں پاکستانی سیکورٹی فورسز کی تین سرحدی چیک پوسٹوں پر دو نیٹو طیاروں نے بمباری کردی، جس کے نتیجے میں ایک میجر، ایک کیپٹن سمیت ۲۵ اہلکار شہید اور ۱۵ زخمی ہوگئے۔ اس واقعہ کی تفصیلات ملاحظہ ہوں:

> (پشاور بیورو رپورٹ نوائے وقت نیوز) ”افغانستان میں تعینات نیٹو کے گن شپ ہیلی کاپٹروں نے پاکستان کی خودمختاری اور بین الاقوامی قوانین کی ایک بار پھر کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہوئے مہمند ایجنسی کی تحصیل بائیزئی کے سرحدی علاقہ سلالہ میں پاکستانی سیکورٹی فورسز کی تین سرحدی چیک پوسٹوں پر بلااشتعال حملہ کیا، جس کے نتیجے میں میجر اور کیپٹن سمیت ۲۵ اہلکار شہید اور ۱۵ زخمی ہوگئے۔ واشنگٹن میں پاکستانی سفارتخانے نے امریکی حکام سے شدید احتجاج کیا ہے، سرحدی خلاف ورزی کا یہ واقعہ چیف آف آرمی اسٹاف جنرل اشفاق پرویز کیانی سے ایساف کمانڈر جنرل جان ایلن کی ملاقات کے چند گھنٹے بعد پیش آیا۔ نیٹو اور ایساف فورسز کے ہیلی کاپٹر پاکستانی سرحد کے اندر گھس آئے اور مہمند ایجنسی کی تحصیل بائیزئی میں سیکورٹی فورسز کی تین چیک پوسٹوں سلالہ، دال چلو اور بولڈر چیک پوسٹوں پر اندھادھند شیلنگ کی، جس کے نتیجے میں میجر مجاہد اور کیپٹن عثمان سمیت ۲۵ اہلکار شہید اور ۱۵ زخمی ہوگئے۔ چیک پوسٹوں پر حملے کے بعد نیٹو اور ایساف ہیلی کاپٹر کافی دیر تک علاقے میں موجود رہے اور پھر واپس افغانستان کی طرف چلے گئے۔ حملے کے بعد فوری طور پر امدادی کارروائیاں شروع کردی گئیں۔ زخمیوں کو فوری طور پر غلنئی ہیڈ کوارٹر ہسپتال منتقل کیا گیا، حملے کے بعد سیکورٹی فورسز نے مہمند ایجنسی کے تمام داخلی اور خارجی راستوں پر چیکنگ شروع کردی، بائیزئی کی طرف جانے والے راستوں کو ہر قسم کی ٹریفک کے لئے بند کردیا گیا۔ آئی ایس پی آر نے نیٹو فورسز کی بلااشتعال فائرنگ اور جانی نقصان کی تصدیق کردی ہے۔ ایساف کے ترجمان نے مختصر بیان جاری کیا، جس میں کہا گیا ہے کہ ایساف کو معاملے کا علم ہے۔ معلومات اکٹھی کی جارہی ہیں، جس کے بعد ردعمل کا اظہار کیا جائے گا۔ دوسری جانب حملے کے بعد واشنگٹن میں پاکستانی ناظم الامور عفت گردیزی نے امریکی محکمہ خارجہ کے حکام کو رات جگا کر واقعہ کے خلاف پاکستان کا احتجاج ریکارڈ کرایا اور مطالبہ کیا کہ معاملہ فوری امریکی حکومت کے ساتھ اٹھایا جائے۔ سرکاری ٹی وی سے

گفتگو کرتے ہوئے ترجمان دفتر خارجہ تہمینہ جنجوعہ نے کہا کہ پاکستان نے واقعہ پر شدید احتجاج کیا ہے اور واشنگٹن میں پاکستانی ناظم الامور نے احتجاج ریکارڈ کرایا۔ صورتحال کا جائزہ لیا جارہا ہے اور متعلقہ حکام سے مشاورت کے بعد جامع مؤقف اختیار کیا جائے گا۔ ترجمان نے کہا کہ سرحد پار سے اس طرح کے بلااشتعال حملے قابل قبول نہیں۔ وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے نیٹو کے فضائی حملے کی شدید مذمت کی ہے۔ پاکستان نے نیٹو سے بھی شدید احتجاج کیا ہے۔ یورپی یونین میں پاکستان کے سفیر جلیل عباس جیلانی نے حملوں اور سیکورٹی اہلکاروں کی شہادت پر شدید احتجاج کیا۔ پاکستانی سفیر نے نیٹو کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل کلاڈیو سیرہ کو احتجاجی خط دیا۔ پاکستانی سفیر کا کہنا تھا کہ نیٹو حملہ پاکستانی سرحدوں کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ اس واقعہ پر شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے صوبہ خیبر پی کے کے گورنر بیرسٹر مسعود کوثر نے اپنے بیان میں نیٹو ہیلی کاپٹروں کی فائرنگ پر شدید غم وغصہ کا اظہار کیا اور اس اشتعال انگیز کارروائی کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے۔ گورنر نے کہا کہ یہ حملہ پاکستان کی علاقائی خودمختاری پر حملہ ہے، جس کا سختی سے نوٹس لیا جائے گا۔ سرحد پار سے اس قسم کے حملے مزید برداشت نہیں کئے جاسکتے۔ حکومت اس واقعہ کو اعلیٰ سطح پر اٹھائے گی اور اس کی تحقیقات کی جائیں گی۔ گورنر نے شہید ہوئے جوانوں کے اہلخانہ سے دلی تعزیت کی اور شہداء کے درجات کی بلندی کی دعا کی۔‘‘

(روزنامہ نوائے وقت کراچی، یکم محرم ۱۴۳۳ھ، ۲۷نومبر ۲۰۱۱ء)

تاریخ بتاتی ہے کہ زمین پر جب بھی کسی انسان، فرد، جماعت یا کسی ملک وقوم کو کسی بھی اعتبار سے کوئی قوت وطاقت حاصل ہوجاتی ہے تو وہ اس قوت وطاقت اور اسباب ووسائل کے نشہ میں مغرور اور بدمست ہوکر ان اسباب ووسائل سے محروم افراد، قوموں اور ملکوں پر چڑھ دوڑتا ہے اور انہیں تاخت وتاراج اور نیست ونابود کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ نمرود، شداد، فرعون، ہامان اور قارون کا جبر وتشدد اور ظلم وبربریت اس کی واضح مثالیں ہیں۔ اور پھر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ وہ قوت وطاقت اور اسباب ووسائل سے محروم ہوکر نشان عبرت بن جاتے ہیں۔

کچھ یہی حال امریکہ کا ہے کہ جب تک امریکہ کے مدمقابل روس تھا تو یہی امریکہ اس سرخ ریچھ کو روکنے اور اس کی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمان مجاہدین کا محتاج تھا۔ جب ان مجاہدین نے اس سرخ ریچھ کے دانت توڑ دیئے اور ان مجاہدین کی پٹائی اور ٹھکائی سے اسے اپنا وجود برقرار رکھنا مشکل ہوگیا تو صاحب امریکہ شیر ہوگیا اور اس نے مسلم ممالک کو ایک ایک کرکے اپنے نشانہ پر رکھ لیا۔ محسوس ہوتا ہے کہ امریکہ بہادر کو معلوم ہوگیا ہے کہ جس افغان قوم نے روس کو شکست وریخت سے دوچار کیا تھا، اس قوم کے بہادر جوانوں کے ہاتھوں میں میرا پنجہ آچکا ہے اور وہ اسے چھڑانے کی ہزار ہا کوششیں کررہا ہے، لیکن تاحال اس کی تمام کوششیں رائیگاں نظر آتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی شکست وناکامی کو چھپانے کی غرض سے پاکستانی افواج پر الزام تراشی اور ’’کھسیانی بلی کھمبا نوچے‘‘ کے مصداق پاکستانی فوج پر حملے کررہا ہے۔

پاکستانی سیکورٹی چیک پوسٹوں پر نیٹو نے حملہ کیوں کیا؟ اس کی وجوہات کیا تھیں؟ اور اس کا پس منظر کیا تھا؟ اس کی تھوڑی سی جھلک جاننے کے لئے روزنامہ نوائے وقت کے اداریہ کا یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

’’۲رمئی کے واقعہ کے بعد عسکری قیادت نے امریکی خواہشات کے برعکس کچھ اقدامات کئے ہیں، جن کی پینٹا گون، سی آئی اے، نیٹو اور ایساف کے کمانڈروں کو شدید تکلیف ہے۔ ان اقدامات میں سے ایک کا تذکرہ امریکی سفیر کیمرون منٹر نے اپنی حالیہ ایک تقریر میں کیا ہے کہ جنرل کیانی کے اصرار پر امریکہ نے تربیت کی غرض سے آئے ہوئے فوجیوں کو واپس بلالیا تھا۔ یہ امریکی ٹرینر درحقیقت تربیت کی آڑ میں پاکستان کے خلاف کچھ ایسے اقدامات میں ملوث تھے جن کا براہ راست تعلق پاکستان کی قومی سلامتی اور دفاع سے ہے۔ اسی طرح واشنگٹن میں پاکستان کے سفارت خانے کی طرف سے بغیر کوائف حاصل کئے ویزوں کا جواجرا کیا گیا، اس

نے اسلام آباد کو سی آئی اے کا دنیا میں سب سے بڑا اسٹیشن بنانے کی راہ ہموار کی۔ واشنگٹن پوسٹ میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق اسلام آباد سی آئی اے کے دفتر میں کام کرنے والے افراد اور وسائل دنیا بھر میں سب سے زیادہ ہیں۔ امریکہ کی بدنام زمانہ بلیک واٹر اور ایکس سروسز کے اہلکار بلوچستان میں علیحدگی پسندوں کو اسلحہ اور سرمایہ فراہم کرنے میں جو کردار ادا کر رہے ہیں، وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔" (روزنامہ نوائے وقت کراچی یکم محرم ۱۴۳۳ھ، ۲۷ نومبر ۲۰۱۱ء)

پاکستان کی سیکورٹی چیک پوسٹوں پر ان حملوں کے خلاف پاکستان بھر کی دینی، مذہبی، سیاسی و سماجی جماعتوں کے علاوہ تاجر برادری، مزدوروں، کسانوں کی تنظیموں نے بھرپور احتجاج کیا اور حکومت نے بھی ان حملوں کے خلاف اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کئی ایک اقدامات کئے، مثلاً:

۱......حکومت نے نیٹو کی جانب سے کی جانے والی معذرت کو رد کردیا ہے۔

۲......پاکستان سے گزرنے والی نیٹو کی سپلائی لائن بند کردی ہے۔

۳......ڈرون حملے بند کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

۴......شمسی ایئربیس خالی کرالیا گیا ہے۔

۵......۵ دسمبر ۲۰۱۱ء کو ہونے والی بون کانفرنس کا بائیکاٹ کیا گیا۔

پاکستانی قوم ان اقدامات کو سراہنے کے ساتھ ساتھ اپنی حکومت اور ارباب اقتدار سے مطالبہ کرتی ہے کہ:

۱......نام نہاد دہشت گردی کے خلاف اس جنگ سے پاکستان ہمیشہ کے لئے خلاصی حاصل کرے۔

۲......پاکستان، افغانستان میں موجود امریکی اور نیٹو افواج کے لئے اپنی بندرگاہ کی سہولت بند کردے اور جتنا عرصہ اسے استعمال کیا گیا، اس کے چارجز ان سے وصول کرے۔

۳......نیٹو اور امریکی افواج کے زیر استعمال تمام پاکستانی ہوائی اڈے ان سے واگزار کرائے اور انہیں اپنی تحویل میں لے۔

۴......پاکستان کے راستوں ہونے والی نیٹو افواج کی سپلائی لائن کو مستقل طور پر بند کردے۔

۵......ان گزشتہ دس سالوں میں نام نہاد دہشت گردی کے خلاف افغانستان میں ہونے والی جنگ میں پاکستان کی اقتصادیات کو جو نقصان پہنچا ہے، اس کی تلافی کا مطالبہ کیا جائے۔

۶......پوری پاکستانی قوم اپنی افواج کے شانہ بشانہ کھڑی ہے، حکومت پاکستان کو چاہئے کہ وہ پاکستانی قوم کے ان احساسات اور جذبات کو سمجھنے کی کوشش کرے اور اس کے تناظر میں مستقبل کے لئے پالیسی وضع کرے۔

۷......حکومت پاکستان کو چاہئے کہ وہ مطالبہ کرے کہ اس واقعہ میں ملوث نیٹو کے افراد پر قتل عمد کا مقدمہ چلایا جائے اور ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

۸......پاکستان کو چاہئے کہ اپنے قبائل کو اعتماد میں لے اور ان کے جائز مطالبات کو تسلیم کرکے انہیں اپنا ہم نوا بنائے، کیونکہ یہ قبائل پاکستان کی سرحدات کے محافظ اور دفاع پاکستان کا ہمیشہ ہراول دستہ رہے ہیں۔

ادارہ ختم نبوت اس حملے میں شہید ہونے والے قوم کے ان سپوتوں کو خراج عقیدت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے ورثاء اور لواحقین سے اظہار تعزیت اور ان کے اس غم میں اپنے آپ کو برابر کا شریک سمجھتا ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

اسلام میں تعلیم وتربیت کا مقام

مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی

تعلیم وتربیت کا عمل گزشتہ ادوار میں ایک عبادت کی حیثیت رکھتا تھا اور لوگ اس کو فضیلت و سعادت حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے تھے اور شریفانہ انسانی تعلقات کو مستحکم کرنے اور انسان کو اللہ سے جوڑنے کا ایک مضبوط ذریعہ قرار دیا جاتا تھا، یہی وجہ ہے کہ انسانی تاریخ ان عظیم شخصیتوں کے ذکر سے معمور ہے اور دنیا کی علمی تاریخ انہیں عظیم شخصیتوں کے فیض بے پایاں کا نتیجہ ہے اور انسانی زندگی کو بامقصد بنانے میں ان کا کردار بہت عظیم ہے، اگر ماضی کی طرف ایک نگاہ ڈالیں تو ہمیں انسانی زندگی میں مقصدیت کی روح پھونکنے اور نہایت وسیع پیمانہ پر خیر کو پھیلانے اور شر کو مٹانے کی مخلصانہ کوششیں نہایت واضح طور پر نظر آئیں گی، جہاں مال و جاہ اور منصب و کرسی کا کوئی گزر نہیں تھا اور تعلیم وتربیت کے پیشہ کو اختیار کرنے اور مثالی سیرت و کردار کے اعلیٰ ترین مقام تک پہنچنے کا حقیقی سبب یہی حصول علم کا سچا جذبہ تھا۔ اسی فطری بنیاد پر تعلیم وتربیت کا نظام وضع کیا جاتا تھا اور اس میں ہر چیز کی رعایت رکھی جاتی تھی، ماحول اور معاشرتی فضا قوموں اور جماعتوں کے عقلی اور فکری معیار کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا، اسی بنا پر تعلیم وتربیت کا حقیقی مقصد ماہرین تعلیم کی نظروں سے کبھی اوجھل نہیں ہونے پایا اور نصاب تعلیم کا نمایاں وصف مقصدیت کی روح ہوا کرتی تھی اور دنیا میں بسنے والی تمام قوموں اور احساس ذمہ داری سے مزین انسانی معاشرے میں رہنے والے تمام عناصر یہاں تک کہ بڑی بڑی حکومتوں کا یہی مقصد ہوا کرتا تھا اور یہی وہ ذریعہ تھا جس سے بین الاقوامی تعلقات مضبوط ہوتے تھے خواہ وہ کسی نوعیت کے ہوں، سیاسی، ثقافتی، تمدنی اور عالمی پیمانہ پر تمام قوموں کے درمیان اعتماد کی فضا قائم ہوا کرتی تھی اور کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ تعلیم و ثقافت کے وسائل اور اس کے نظام کو ناپسندیدہ جذبات کے ابھارنے اور انتقام کی پیاس بجھانے کے لئے استعمال کیا گیا ہو اور نہ کبھی تجارتی سامان کی طرح اس کو بیچنے اور مارکیٹنگ کے لئے استعمال کیا گیا۔

لیکن انتہائی تعجب خیز اور غیر انسانی صورت حال یہ ہے کہ اسرائیل نے اپنے مقبوضہ علاقہ میں یہودی بچوں اور نوجوانوں کے لئے جو نصاب تعلیم مقرر کیا ہے وہ عرب اور مسلمانوں سے بے حساب نفرت، بغض اور دشمنی کی بنیاد پر قائم ہے، حالانکہ علم و تہذیب اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے اس ترقی یافتہ دور میں ایسے خطرناک اور ناقابل قبول نصاب کو جاری کرنے کی کہیں بھی کوئی گنجائش نہیں ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ اسرائیل نے ایسے مبغوض نصاب تعلیم کو اپنے آہنی پنجوں میں جکڑ رکھا ہے اور اس سے دستبردار ہونے کے بجائے ہر موقع پر اس کا مظاہرہ کرتا ہے، بعض قابل اعتماد شخصیتوں نے اس اسرائیلی نصاب تعلیم کا جائزہ لیا ہے اور اس کے بعض نہایت خطرناک پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے، ان میں سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ ہر اسرائیلی بچے کے ایک کان میں یہ صور پھونکا جاتا ہے کہ یہودی پوری دنیا میں سب سے زیادہ بلند اور پسندیدہ شخصیت کے مالک ہیں اور بچے کے دوسری کان میں امت عربیہ کے بارے میں نہایت ذلت آمیز اور رذالت سے بھرپور یہ آواز پہنچائی جاتی ہے کہ عرب قوم دنیا کی سب سے ذلیل ترین مخلوق ہیں اور کیڑے مکوڑے سے زیادہ ان کی حیثیت نہیں ہے، لہٰذا ان کو قتل کرنا انتہائی ضروری عمل ہے، جب یہودی بچہ اسکول جاتا ہے تو نصاب کی مقررہ کتابوں کے اندر یہ پڑھتا ہے کہ یہودی قوم اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ افضل اور عرب قوم سب سے زیادہ ذلیل و نجس ہے اور وہ ہر طرح کی عزت و شرافت سے عاری ہے، لہٰذا اس کو غلام بنانا اور ان کے ساتھ غلاموں کا معاملہ کرنا ایک لازمی قومی فریضہ ہے اور جوں جوں یہودی بچہ اپنی تعلیم میں آگے بڑھتا جاتا ہے، اپنی نصابی کتابوں میں یہ پڑھتا ہے کہ عرب قوم ڈاکو ہیں، دہشت پسند ہیں، شر و فساد کے پھیلانے والے ہیں، ان کے آباؤ اجداد کے زمانہ سے یہودیوں کے خون کے پیاسے ہیں۔

نصابی کتابوں کے ذریعہ وہ اپنی اولاد کو فنون حرب و ضرب سے واقف کراتے ہیں تاکہ وہ امت عربیہ سے انتقام لے سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ سیکنڈری اسکول کے مضامین پورے کرنے کے بعد ہر طالب علم کے لئے عسکریت کا سیکھنا لازمی مضمون کی حیثیت رکھتا ہے اور لازم ہو جاتا ہے کہ طلبا اور طالبات عسکری تربیت اسرائیلی ماہرین جنگ سے حاصل کریں۔

برطانیہ سے شائع ہونے والے ''انٹرنیشنل ہرالڈ

ٹریبون" اخبار نے اپنے ۱۸/دسمبر ۲۰۰۴ء کے شمارہ میں ایک رپورٹ شائع کی ہے، اس میں اسرائیل کے نصاب تعلیم کا جائزہ لیا گیا ہے اور جائزہ کی رپورٹ میں مذکور ہے کہ اسرائیلی نظام تعلیم وتربیت اور اس کا نصاب حد سے زیادہ خطرناک ہے۔

اس حقیقت کا پتہ لگانے کے لئے پاکستان کے معروف صحافی قدرت اللہ شہاب نے ایک غیر مسلم کی حیثیت سے اسرائیل کا دورہ کیا، وہ اقوام متحدہ کے ماتحت یونی سیف تنظیم کے ذریعہ وہاں پہنچے اور اسرائیلی نصاب تعلیم کی ان کتابوں کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے جو مسلمانوں اور عربوں کے خلاف نہایت خطرناک مواد پر مشتمل ہیں اور ان کتابوں کو اقوام متحدہ کے ذمہ داروں کے سامنے پیش کیا تاکہ اس کا تدارک کیا جاسکے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ کتابیں قصداً لاپرواہی اور غفلت کا شکار ہوگئیں اور اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکا، ظاہر ہے کہ وہ انسانی مسائل جو عرب اور اسلامی دنیا سے تعلق رکھتے ہوں کس طرح درخور اعتناء ہوسکتے ہیں؟ جب کہ بین الاقوامی سطح پر یہ طے ہوچکا ہے کہ اقوام متحدہ کا سیکریٹری جنرل خواہ کوئی بھی ہو لیکن اسسٹنٹ سیکریٹری جنرل ہمیشہ اسرائیلی ہوگا اور اس کو نائب سیکریٹری جنرل لکھا اور کہا جائے گا۔

یہیں سے مغربی دنیا کی طرف سے اسلام کے نظام تعلیم وتربیت اور اس کے وسائل کو بدل کر رکھ دینے پر سخت اصرار اور دباؤ پایا جاتا ہے اور اس کو مغربی نظام تعلیم وتربیت کے مطابق وضع کرنے کی کوششیں نہایت شد ومد سے جاری ہیں تاکہ عالم اسلامی کے مدارس اور جامعات میں ایک نئے نصاب تعلیم کو تشکیل دے کر اسے بلاتاخیر جاری کردیا جائے، اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے مغرب نے بہت پہلے سے اسلامی معاشروں اور سوسائٹیوں میں فکری حملے کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے تاکہ ان کو اصل شاہراہ سے ہٹا کر انفرادی اور اجتماعی حیثیت سے لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات کے بیج بوسکیں اور یہ ثابت کرسکیں کہ اسلامی نظام حیات اپنی صلاحیت کھوچکا ہے، فکری حملوں کا یہ طریقہ نہایت جارحانہ انداز میں وہاں کے تمام تعلیمی اداروں پر لازم رارد ے دیا گیا ہے۔

لیکن ہمیں ازسر نو اسلام کے عادلانہ اور متوازن نظام زندگی کا جائزہ لینا چاہئے کہ وہ علم وعقیدہ اور اعمال واخلاق پر مبنی ہے اور وہ دائمی طریقے سے انسان کو قیادت کا اہل بناتا ہے اور ہر طرح کی خودغرضی اور مصلحت بینی سے دور ہے، پھر یہیں سے وہ امت وسط تیار ہوتی ہے جس کو پوری دنیا کے لئے شہادت و قیادت کی ذمہ داری عطا کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "ایک امت عادل تاکہ تم گواہ رہو لوگوں پر اور رسول گواہ ہیں تم پر۔" (البقرہ:۱۴۳)

یہی توازن اور وسطیت اسلامی تہذیب کا امتیاز ہے اور امت وسط (امت مسلمہ) اس کی علمبردار ہے اور اسی امتیاز کی بنا پر امت مسلمہ نے تمام قوموں اور دیگر امتوں پر زندگی کے تمام میدانوں میں اپنی فوقیت کو باقی رکھا اور گم کردہ راہ انسانیت کو صراط مستقیم کی نعمت عطا کی، جب کہ مادی تمدن کے فلسفے، عالمی حیثیت سے انسانی ذہن کو مسموم کرچکے تھے اور محض وقتی مفاد کو زندگی کا بنیادی مقصد باور کرانے میں کامیاب ہوچکے تھے اور سوسائٹی کی تعمیر اور انسان کے قائدانہ مستقبل کو روشن کرنے میں اس کا کوئی کردار باقی نہیں رہ گیا تھا اور اس کے نتیجہ میں نوع انسانی کے مقام کا تعین مشکل ہوگیا کہ کس طرح وہ علوم وفنون، اجتماعیت اور معاشرتی انصاف اور مساوات کی نمائندگی کرے اور صرف مادی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے میں اپنی تمام طاقت کو صرف کرے اور اسی کو عزت وذلت کا معیار قرار دے، بالکل یہی صورت اسلام سے پہلے مشرق ومغرب کی مادی تہذیبوں میں قائم تھی اور اس میں ایسے واقعات پیش آئے جو تاریخ کے صفحات میں سیاہ کارناموں کی حیثیت درج ہیں اور ان کو پڑھ کر انسان کی پیشانی شرم سے جھک جاتی ہے۔

اسلام نے علم اور تعلیم وتربیت کے تمام گوشوں اور اس کے شعبوں کو ایک نہایت پختہ بنیاد کا درجہ عطا کیا ہے اور اسی پر اسلامی زندگی کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلی وحی میں جس بات کا حکم دیا گیا وہ پڑھنے کا حکم تھا، اس کے باوجود کہ آپ اُمّی تھے، جس کی صراحت اللہ تعالیٰ نے سورۂ جمعہ کی اس آیت میں فرمادی:

"هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔" (الجمعہ:۲)

ترجمہ: "وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں اُن ہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔"

اور جب آپ غار حرا میں عبادت گزاری میں مشغول تھے، جبرئیل امین آپ کے پاس آئے اور آپ سے پڑھنے کی فرمائش کی، آپ نے فرمایا: میں پڑھنا نہیں جانتا، پھر انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینہ سے لگاکر پوری طاقت سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا کہ: پڑھئے! میں نے کہا کہ: میں پڑھنا نہیں جانتا، پھر انہوں نے دوبارہ مجھے پوری طاقت سے سینہ سے لگایا پھر چھوڑ دیا، پھر کہا: پڑھئے! میں نے کہا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا، انہوں نے

تیسری بار یہی عمل کیا اور کہا: پڑھئے! اپنے اس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، پڑھئے! آپ کا رب بڑا اکرم والا ہے، جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی، جس نے انسان کو وہ سکھایا، جسے وہ نہیں جانتا۔

یہی وہ ہدایت یاب پڑھنا تھا جس کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور یہی پڑھنا علم کا وہ عظیم سرچشمہ بنا، جو زندگی اور کائنات کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے اور تمام علوم و معارف کی بنیاد ہے، اسی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی ذات تک پہنچنا اور زندگی کی تمام سرگرمیوں میں ان سے تعلق پیدا کرنا اور انسان کے کاندھے پر جو ذمہ داریاں رکھی گئیں ہیں، ان کو ادا کرنے کا راستہ عمل اور قیادت کے میدان میں ہموار ہوتا ہے، عالم اسلامی اور مسلم اقلیتوں کے مختلف ملکوں میں موجود تمام مدارس و جامعات کے لئے ماہرین تعلیم نے جو نصاب تعلیم و تربیت وضع کیا تھا وہ اسی صاف ستھری اور مضبوط بنیاد پر قائم ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ مدرسہ اپنی ذات کے اعتبار سے بجائے خود چھوٹا موٹا معاشرہ ہے، جیسا کہ عطیہ محمد الابراشی نے اپنی کتاب ''فلسفہ تعلیم و تربیت'' میں مدرسہ کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''مدرسہ سے بہتر طلبا کی اجتماعی تربیت کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہوسکتا، مدرسہ کی زندگی وہ بچی زندگی ہے جو گھر اور سوسائٹی کو ایک بناتی ہے اور افراد اور سوسائٹی کا مفید عنصر بناتی ہے، خواہ طبقات اور ماحول کا کتنا اور کیسا ہی اختلاف کیوں نہ ہو''

وہ مزید لکھتے ہیں:

''مدرسہ کی زندگی ہر روز طلبا کو ایسے وسائل فراہم کرتی ہے کہ وہ اجتماعی خوبیوں اور تقاضوں سے بہرہ مند ہوں، انہی خوبیوں کا اخلاق اور حسن معاملات پر گہرا اثر پڑتا ہے، اپنی عادات و خصائل کے اعتبار سے طلبا ہمیشہ اس کے محتاج رہتے ہیں کہ ان کی باقاعدہ نگہداشت اور نگہبانی کی جائے۔''

اس مقصد کو ہمہ گیر اور آسان بنانے کے لئے جن کتابوں اور لازمی مضامین کا انتخاب مسلم ماہرین تعلیم کی جانب سے عمل میں آیا، وہ اسلامی تشخص کی تعمیر کی ضمانت دیتا ہے اور امت مسلمہ کے افراد کو عالم بشری کی قیادت و ہدایت کی ذمہ داری کے لئے تیار کرتا ہے، چنانچہ کتاب اللہ اور سنت رسول اس نصاب کی تشکیل میں بنیادی کردار ہے اور اس میں کسی کمی اور زیادتی کی گنجائش نہیں، خواہ سیاسی و اجتماعی مصالح اس میں ردوبدل کے متقاضی ہوں۔

نصابی مضامین میں تبدیلی سے متعلق موجودہ حقائق اس بات کے شاہد ہیں کہ اب نئی بنیادوں پر اعتماد کرکے عالم اسلامی کے تعلیمی مراکز میں اس کو بروئے کار لایا جارہا ہے اور نیا نصاب تعلیم وضع کرنے کے لئے جو کمیٹیاں بنائی گئی ہیں وہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ کتاب و سنت سے ان تمام آیات اور عبارتوں کو نکال دیا جائے، جن کا تعلق یہود و نصاریٰ اور جہاد کی اہمیت اور اس کے فضائل سے ہے، اسی طرح جن آیات اور عبارتوں میں باغی جماعتوں اور مشرکین کے خلاف جنگ کرنے کی دعوت دی گئی ہے، ان کو کالعدم کردیا جائے اور جن باتوں سے جہاد فی سبیل اللہ کی ہمت افزائی ہوتی ہو، ان سے صرف نظر کیا جائے اور جہاں کہیں مسلمانوں کی زندگی میں اخلاقی بلندی اور اس کے حدود اربعہ کو پھیلانے کا ذکر ہو، جس سے زندگی کے تمام معاملات میں اسلام کی عملی نمائندگی کا ثبوت ملتا ہو، ان کو نصاب کے مضامین سے پوری طرح خارج کردیا جائے، نصابی تبدیلی کے اس عمل کو قابل اعتناء سمجھنا اور اس پر اطمینان کا اظہار کرنا ایمانی عقائد سے دستبردار ہونے کے مترادف ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مصلحت پسندانہ سیاسی اسلام کو رواج دیا جائے، جس میں زمانہ اور حالات کے ساتھ ساتھ چلنے کی دعوت دی جاتی ہو، اس موقع پر اسلامی تاریخ کے ابتدائی دور کا واقعہ ہماری نظروں کے سامنے پھر جاتا ہے کہ جب مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کی تعداد ہاتھ کی انگلیوں سے زیادہ نہیں تھی ان پر ہر طرح سے ظلم و عذاب کی بارش ہورہی تھی اور وہ ظالموں کے رحم وکرم پر زندگی گزار رہے تھے، لیکن ان کو یقین تھا کہ جس اسلام کو انہوں نے اختیار کیا ہے وہ کبھی ان کو رسوا نہیں کرے گا اور اللہ کی طرف سے مدد آ کر رہے گی، اس کے باوجود جن حالات نے ان کو گھیر رکھا تھا وہ آخری درجہ کے ظلم وقساوت تک پہنچ گئے تھے اور دعوت کی مصلحت کا تقاضا یہ تھا کہ سردست مسلمان کفار کو اسلام کی دعوت نہ دیں اور ان کے تمام مشرکانہ انداز کو خاموشی کے ساتھ دیکھتے رہیں اور اللہ تعالیٰ سے نجات اور رحم کی درخواست کرتے رہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ توحید کی دعوت پر کبھی خاموشی اختیار نہ کریں اور شرک و وثنیت کو انجام کی پرواہ کئے بغیر مسترد کرتے رہیں، حالانکہ شرک اور بت پرستی کے داعی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے متبعین پر ہر طرح کے ظلم و زیادتی جاری رکھنے پر تلے ہوئے تھے اسی دوران وحی نازل ہوتی ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ کفار کو مخاطب کرکے صاف صاف اور نہایت تاکید کے ساتھ یہ بتادیا جائے کہ وہ بتوں کی عبادت کبھی نہیں کریں گے، بصرف اللہ واحد قہار کی عبادت کریں گے۔ سورۃ کافرون نازل ہوئی اور اس نے اصنام پرست اور وثنیت کی دعوت دینے والوں کو چیلنج کرتے ہوئے نہایت صراحت کے ساتھ اعلان کیا کہ مسلمانوں کا

دین ان کے دین کی طرح نہیں ہے، جس کو انہوں نے بزعم خود دین سمجھ لیا ہے، اس وقت آپ سورۃ کافرون کی تلاوت کریں اور اس کے مفہوم ومعنی کو بغور سمجھنے کی کوشش کریں۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ O لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ O وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ O وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ O وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ O لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ O (الکافرون)

ترجمہ: ''کہہ دیجئے کہ اے کافرو! نہ میں عبادت کرتا ہوں اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو، نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ میں عبادت کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کررہا ہوں، تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہے۔''

تنہا یہی آیتیں اللہ تعالیٰ کے دین اسلام سے کسی حد تک بھی دستبردار ہونے کی برأت کا اعلان نہیں کرتیں، بلکہ کتاب اللہ اور سنت رسول دونوں کسی فرد اور جماعت کو جو اہل ایمان اور صحیح عقیدہ رکھنے والے ہوں، اس بات کی اجازت نہیں دیتیں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ میں کسی قسم کا اختیار استعمال کریں، اس لئے کہ حالات اس کے متقاضی ہیں، یہ حقیقت ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے فیصلہ میں تصرف کرنے کا حق حاصل نہیں ہے بلکہ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اسلام کے ہر حکم کو بے خوف وخطر کیا جائے اور اللہ اور اس کے رسول کی سنت کے تمام معاملات کی تابعداری کلی طور پر اختیار کی جائے، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جب ایک ایمان دار اپنی زندگی اور معاشرہ کے تمام معاملات میں اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے سامنے سرنگوں ہے اور اس میں اس کو کسی تصرف کا اختیار نہیں ہے تو ایمان وعقیدہ کے معاملات میں دستبردار ہونا اور اس میں کسی قسم کی کمی وزیادتی کرنا کس طرح ممکن ہے؟

آج اسلامی ملکوں کے مدارس وجامعات کے نصاب تعلیم میں ایک محسوس تبدیلی کا مطالبہ کیا جارہا ہے اور کتاب وسنت کی آیات اور عبارتوں میں تصرف کرنے کا حق دیا جارہا ہے اور مغربی نئی ہدایات کی روشنی میں نصاب تعلیم وتربیت تیار کرنے کا حکم دیا جارہا ہے، مگر یہ مطالبہ اسلام کی بنیادی تعلیمات سے کسی حال میں ہم آہنگ نہیں ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ اصل بنیاد سے دستبردار ہونے کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اسلامی تہذیب کی عمارت سطح زمین پر قائم ہے اور اس کی کوئی مضبوط بنیاد نہیں ہے اور کسی بھی ادنیٰ واقعہ سے متاثر ہوکر روئے زمین پر ڈھیر ہوسکتی ہے۔

دین کے معاملات میں کسی بھی دستبرداری کا سرچشمہ ایمان کی کمزوری کی علامت ہے یا عقیدہ کو پامال کرنے کے مترادف ہے، اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ جس امانت کو اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تھا اور انہوں نے اس کا بار اٹھانے سے انکار کیا تھا، اس امانت کی ذمہ داری انسان نے قبول کی تھی لیکن اب وہ اس ذمہ داری کو پوری کرنے سے انکار کررہا ہے، حالانکہ عقیدہ کے مطالبات کو نظر انداز کرنے اور مصلحت کو پیش نظر رکھنے سے قرآن کریم سے بہت سی سورتوں اور آیات کو حذف کرنے اور کتاب وسنت کے احکام واوامر سے صرف نظر کا راستہ ہموار ہوتا ہے اور اس بات کا جواز فراہم ہوتا ہے کہ قرآن کریم اور حدیث شریف کے مختصر ایڈیشن تیار کرکے پیش کردیا جائے تاکہ ان کو اسلامی اور غیر اسلامی معاشروں کے درمیان پہنچانا آسان ہو اور مکمل اسلام لوگوں کے گھروں اور ان کی زندگیوں سے غائب ہوجائے حالانکہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو حکم دیتے ہیں اور فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ O

(البقرۃ:۲۰۸)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اسلام میں سارے کے سارے داخل ہوجاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو، کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔'' ☆☆☆

ختم نبوت کوئز پروگرام

کراچی (رپورٹ: مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے تحت شہر کے مختلف مقامات پر وقتاً فوقتاً ختم نبوت کوئز پروگرام منعقد کئے جاتے ہیں۔ جہاں پر مدارس، اسکول، کالج ودیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات کے بچے اس پروگرام سے مستفید ہوتے ہیں۔ طلبا کے علاوہ طالبات بھی اس پروگرام میں بھرپور انداز میں حصہ لیتی ہیں۔ گزشتہ دنوں حلقہ لانڈھی ملیر بھینس کالونی میں مولانا عبدالماجد صاحب نے جامعہ مریم للبنات میں ''ختم نبوت کوئز پروگرام'' منعقد کیا۔ جامعہ کی طالبات نے ''شعور ختم نبوت'' کتابچہ کو بھرپور انداز میں یاد کیا۔ مدرسہ کی انتظامیہ نے طالبات کا تحریری جائزہ لیا، جس میں ۵۰ کے قریب طالبات نے شرکت کی اور الحمدللہ! بہت اچھے نمبرات سے تحریری امتحان میں کامیاب ہوئیں، جنہیں مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے انعامات سے نوازا گیا۔ اول پوزیشن لینے والی طالب کو ایک عدد دروس ختم نبوت، تحفۂ قادیانیت جلد چہارم، اور لٹریچر کا پیکٹ دیا گیا۔ دوم پوزیشن حاصل کرنے والی طالبہ کو تحفۂ قادیانیت جلد چہارم، ہفت روزہ ختم نبوت اور لٹریچر کا پیکٹ دیا گیا۔ سوم پوزیشن لینے والی طالبہ کو تحفۂ قادیانیت جلد چہارم اور لٹریچر کا پیکٹ دیا گیا۔

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

جامعیت عقیدۂ توحید

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ (گزشتہ سے پیوستہ) ضبط و ترتیب: مفتی ظفر اقبال

توحید اللہ کو ایک ماننے کا نام ہے:

ایک بات ذہن میں رکھئے، ایک بزرگ کہتے ہیں کہ دھوکا میں نہ آنا، باتوں کے چکر میں نہ پڑنا توحید "ایک" کہنے کا نام نہیں ہے "ایک" جاننے کا نام ہے، کہنے کو تو منافق بھی کہتے تھے: "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ان کے کہنے کا کیا اعتبار ہے؟ قرآن کہتا ہے: "اذا جاءک المنافقون قالوا نشہد انک لرسول اللّٰہ" جب یہ منافق آپؐ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں: "نشہد انک لرسول اللّٰہ واللّٰہ یعلم انک لرسولہ" "اللہ کو پتہ ہے کہ تو اللہ کا رسول ہے" "واللّٰہ یشہد ان المنافقون لکٰذبون" "لیکن اللہ گواہ ہے کہ منافق جھوٹ بولتے ہیں، گویا کہ منافق کی زبان سے "انک لرسول اللّٰہ" بھی جھوٹ ہے۔

بات وہی ہے کہ دھوکا نہ کھا جانا توحید "ایک" جاننے کا نام ہے، ماننے کا نام ہے زبان سے کہنے کا نام نہیں ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ "لا الٰہ الا اللہ" کے ساتھ ہم اپنے خیال کے مطابق کہتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی خدا نہیں، اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، لیکن یہ بات اوپر سے لے کر نیچے تک اتنی گہری ہے کہ قرآن کریم میں یہ بات دو جگہ آئی ہے: "افرأیت من اتخذ الٰہہ ھواہ "... آپ نے ایسا شخص دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشات کو الٰہ بنا رکھا ہے؟... اللہ کے علاوہ اپنے دل کے اندر اس نے الٰہ بنا رکھا ہے، لفظ الٰہ بولا، اپنی خواہش نفس کو الٰہ بنا رکھا ہے، جس سے معلوم ہو گیا کہ الٰہ صرف باہر نہیں ہے اندر بھی ہوتے ہیں، کہتے ہیں:

براہیمی نگاہ پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس سینہ میں چھپ چھپ کے بنالیتی ہے تصویریں

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بت توڑے تھے اور یہ ہوس سینہ میں تصویریں بنالیتی ہے، اس کے جانچنے کے لئے ابراہیمی نگاہ چاہئے، اس لئے راستہ سے میں نے آپ کو تھوڑا سا نیچے اتارا ہے کہ "لا الٰہ الا اللہ" کو ہم نے اپنایا لیکن اس "لا الٰہ الا اللہ" میں کیا قوت ہے کہ اس نے ساری دنیا کو کاٹ کے رکھ دیا اور ہمیں علیحدہ کر کے اکیلا چھوڑ دیا، اب ہم کسی کے نہیں، ہم سب سے کٹ گئے، ہم کسی کے بھی نہیں رہے، سب سے کاٹ کر ہمیں علیحدہ کھڑا کر دیا ہے کیا قوت ہے اس میں؟ کیا تاثیر ہے اس میں؟ اس نے ہمیں کہاں پہنچا دیا ہے؟

اگر زبان سے کہہ دیا: لا الٰہ الا اللہ تو کیا حاصل؟

اسی لئے سمجھدار کہتے ہیں، علامہ اقبالؒ کہتے ہیں کہ جب میں اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہوں تو کانپ اٹھتا ہوں کہ مجھے "لا الٰہ الا اللہ" کی مشکلات کا پتہ ہے کہ "لا الٰہ الا اللہ" جب زبان سے کہتا ہوں تو کانپ اٹھتا ہوں، کیونکہ اس کی مشکلات کا مجھے اندازہ ہے جیسے کسی نے کہا:

اگر زبان سے کہہ دیا لا الٰہ الا اللہ تو کیا حاصل
سمجھ رکھا ہے بت پندار کو خدا تو نے

کہ زبان سے "لا الٰہ" کہتے ہو اور دل کے اندر یہ بات کہ میں یہ ہوں، میں وہ ہوں، میری رائے ہے، میں جو چاہوں کروں، اپنے سینہ میں خدا بنا رکھا ہے اور زبان سے "لا الٰہ" کہتے ہو اب "لا الٰہ الا اللہ" جس وقت پڑھا تو کیا مشکلات آ گئیں، ہم نے کبھی اس پر غور نہیں کیا، جیسے آزاد زندگی "لا الٰہ" پڑھنے سے پہلے تھی "لا الٰہ" پڑھنے کے بعد بھی ہے۔

کلمہ کی مشکلات کی وضاحت مثال سے:

کیا مشکلات پیش آ گئیں اس کو ایک مثال سے سمجھا دوں، مثال کے طور پر ایک نوجوان نے نکاح کیا اور وہ لڑکی نوجوان کے ساتھ اس کے گھر چلی گئی، اب جب وقت کھانے کا آیا تو وہ کہتی ہے کھانا لاؤ، وہ کہتا ہے کہ میری تو ذمہ داری نہیں، شادی ہال میں ہزاروں کے مجمع میں ویڈیو بن رہی تھی، مولوی صاحب بیٹھے تھے، سب بیٹھے تھے کوئی کہہ دے کہ میں نے ذمہ داری لی ہے کہ میں تجھے روٹی دوں گا، میں نے تجھے قبول کیا ہے سر آنکھوں پر، تشریف لائیے، پلنگ حاضر ہے، وہ کپڑا مانگتی ہے کہ کپڑا لاؤ، یہ کہتا ہے کہ کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا، میں نے تو صرف تجھے قبول کیا ہے، مکان دے دو کمرہ دے دو، کہتا ہے کہ کوئی ذمہ داری نہیں ہے، میں نے کب کہا تھا کہ مکان بھی دوں گا، اب وہ جھگڑا کرنے لگ جائیں اور بات پہنچ جائے بڑوں تک تو سب یہی کہیں گے کہ اس کو پاگل خانہ میں بھیج دو، اس کا دماغ ٹھکانہ پر نہیں ہے، اس کو تو یہ بھی نہیں پتہ کہ نکاح کہتے کس کو ہیں؟ جب تو نے یہ کہہ دیا کہ میں نے نکاح میں قبول کیا تو تو نے سب کچھ قبول کر لیا ہے، روٹی بھی دینی پڑے گی، کپڑا بھی دینا پڑے گا، مکان بھی دینا

پڑے گا۔ لفظ نکاح کا معنی یہی ہے اب لفظوں کے چکر میں اگر پڑیں گے تو کیا گھر بس جائے گا، کس کا چیز کا وعدہ کیا تھا، لفظ نکاح میں سب کچھ آ گیا۔ اب ”لا الٰہ الا اللہ“ یہ بھی ایسے ہی ہے۔

یہ تو شہادت گاہ الفت میں قدم رکھنا ہے
تم نے آسان سمجھ لیا ہے مسلمان ہونا

یہ مسلمان ہونا آسان نہیں، یہ ”لا الٰہ الا اللہ“ بہت بڑا معاہدہ ہے جس کے پیٹ میں سب کچھ ہی آ گیا، کیا آ گیا ”لا الٰہ الا اللہ“ میں؟ آپ نے صوفیاء کو دیکھا ہوگا کہ وہ ذکر کرتے ہیں: لا الٰہ الا اللہ، لا مقصود الا اللہ، لا مشہود الا اللہ، لا موجود الا اللہ۔ یہ سب ”لا الٰہ الا اللہ“ کے اندر ہے تو ”لا الٰہ الا اللہ“ میں سب کچھ آ گیا ”لا الٰہ الا اللہ لا معبود الا اللہ“ عبادت نہیں کسی کی، نہ قولی، نہ فعلی، نہ مالی ”التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات“ بدنی عبادت بھی اللہ کی، قولی عبادت بھی اللہ کی، مالی عبادت بھی اللہ کی، التحیات میں یہی ہے کہ ہر قسم کی عبادت اللہ کے لئے ہے، قولی ہو، فعلی ہو، مالی ہو اللہ کے رسول کے لئے صلوٰۃ و سلام ہے، اللہ کے رسول کے ساتھ صالحین کے لئے بھی صلوٰۃ والسلام ہے اور اس کے بعد پھر ”اشہد ان لا الٰہ الا اللہ“ ہے، یہ ہے: ”لا معبود الا اللہ“

لا مقصود الا اللہ:

اسی میں آ گیا ”لا مقصود الا اللہ“ لا مقصود الا اللہ“ کا معنی اب ہم عبادت کے لئے آئے ہیں، کتنا سفر کر کے آئے ہیں، کتنے پیسے خرچ کئے ہیں؟ اس میں مالی عبادت بھی ہے بدنی عبادت بھی ہے، حاجی بننا مقصود نہیں ہے، حاجی کہلوانا مقصود نہیں، ”لا مقصود الا اللہ“ ہمارے سامنے صرف اللہ کی رضا ہے، ہمارا مقصود صرف اللہ ہے، حاجی بننا مقصود نہیں ہے، حاجی کہلوانا مقصود نہیں ہے، ہمارے سامنے صرف اللہ کی رضا ہے، ہم نہ حاجی بننا چاہتے نہ حاجی کہلوانا چاہتے ہیں، یہ سفر پر جو ہم نے پیسے خرچ کئے ہیں، یہ سفر کیا ہے بدنی عبادت بھی ہے، مالی عبادت بھی ہے یہ حاجی کہلوانے کے لئے یا حاجی کی شہرت پانے کے لئے ہم نے سفر نہیں کیا، یہ ہے: ”لا مقصود الا اللہ“ اللہ کے علاوہ کچھ مقصود نہیں ہے، یہ ”لا الٰہ الا اللہ“ میں داخل ہے۔

ریا کاری ختم، دکھلاوا ختم، غیر اللہ کی عبادت ختم، یہ اللہ کے مفہوم میں داخل ہے کہ اس دنیا کے اندر کوئی مدبر، کوئی مصرف، کوئی با اختیار نہیں، سوائے اللہ کے، جب آپ یہ کہتے ہیں تو آپ نے یہ مان لیا کہ نہ کوئی مدبر، نہ کوئی مصرف، نہ کوئی با اختیار پوری کائنات کے اندر کوئی نہیں، یہ تو ”لا الٰہ الا اللہ“ میں داخل ہے، مدبر کوئی نہیں، مصرف کوئی نہیں۔

اسی کو شیخ سعدیؒ نے بڑے اچھے انداز میں بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں:

گر گزندت رسد زخلق مرنج
نہ راحت رسد زخلق نہ رنج
ازدواں خلاف دشمن و دوست
کہ دل ہر دو در تصرف اوست
تیر گرچہ از کمان مے گزرد
از کماندار بیند اہل خرد

کسی سے تکلیف پہنچے، کسی سے راحت پہنچے اللہ کی جانب سے جانو، کیونکہ لوگوں کا دل اللہ کے قبضہ میں ہے، جس کو چاہے آپ پر مہربان کردے وہ آپ کو فائدہ پہنچا دے، جس کو چاہے آپ کے خلاف کردے وہ آپ کا دشمن ہو جائے، سب کچھ اللہ کی طرف سے سمجھو، مخلوق کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے، محبت کا مرکز اللہ، خوف کا مرکز اللہ ”لا یضر ولا ینفع“ شرک کی تردید کرتے ہوئے ہر جگہ لفظ یہی بولے ہیں کہ نہ نقصان کسی کے اختیار میں ہے، نہ نفع کسی کے اختیار میں ہے۔

اسی کو شیخ سعدیؒ کہتے ہیں:

موحد چہ بر پائے ریزی زرش
چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش
امید و ہراسش نہ باشد زکس
بریں است بنیاد توحید و بس

کہ موحد کے سامنے سونے کا ڈھیر لگا دو یا ہندوستانی تلوار اس کے سر پر لے کر کھڑے ہو جاؤ، اس کو نہ کسی کا خوف ہوتا ہے نہ کسی سے لالچ ہوتا ہے توحید کی بنیاد اسی پر ہے، یہ سب ”لا الٰہ الا اللہ“ کا معنی ہے کوئی مدبر نہیں، کوئی مصرف نہیں، عزت، ذلت، موت، حیات جو کچھ ہے سب اسی کے اختیار میں ہے توحید کی بنیاد اسی بات پر ہے ”لا الٰہ الا اللہ“ پڑھ کے سب سے جدا کیسے ہو گئے سب یہ اس میں آ گیا۔

لا مشہود الا اللہ:

”لا مشہود الا اللہ“ (مختصر کرتا ہوں ورنہ یہ موضوع بہت تفصیل طلب ہے) ”لا مشہود الا اللہ“ مشہود جس کو دیکھا جائے، جس کا مشاہدہ کیا جائے، کہتے ہیں وہ بھی اللہ ہی ہے، ”لا الٰہ الا اللہ“ کا تقاضا یہ ہے کہ جو دیکھو سب سے پہلے اللہ کا ذکر ہو، پانی بہہ رہا ہے، اللہ نے پانی بہا دیا، بارش ہو رہی ہے، اللہ نے بارش برسائی، پہاڑ کھڑے ہیں، اللہ تعالیٰ نے قائم کردیے، درخت اُگے ہوئے ہیں، اللہ نے اگا دیے، یہ نہ کہو کہ ہوا چل رہی ہے، یہ کہو کہ اللہ نے چلا دی ہے، یہ نہ کہو کہ بارش ہو رہی ہے، یہ کہو کہ اللہ نے کردی ہے، میرے اولاد ہو گئی یہ نہیں بلکہ کہو کہ اللہ نے دی ہے، فلاں کام ہو گیا نہیں، اللہ نے کیا ہے، ہر چیز میں مشاہدہ اللہ کا، اس لئے صوفی کہتا ہے میں تو جب کسی چیز میں دیکھتا ہوں، مجھے اللہ پہلے نظر آتا ہے، اللہ پہلے ہے، چیز بعد میں ہے، جب یہ مقام آ جاتا ہے ”لا مشہود الا اللہ“ کا تو پھر کوئی انسان کسی وقت بھی غافل نہیں ہوتا، ہر وقت اللہ اس کے دل و دماغ پر حاوی رہتا ہے، بھولنا بھی چاہے تو بھول نہیں سکتا، فراموش

بھی کرنا چاہے تو فراموش نہیں کرسکتا، اسی طرح سے انسان میں اللہ کی یاد رچ جاتی ہے۔

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے:

لیلیٰ مجنوں کے واقعات آپ سنتے رہتے ہیں، مجنوں کو اس کے باپ نے کہا: چھوڑ اس کو کیا، اس کے پیچھے پڑ گیا ہے تو مجنوں شاعر بھی تھا یہ عربی ہے، بنو عامر قبیلہ سے ہے، قیس اس کا نام ہے، مجنوں تو پاگل کو کہتے ہیں، یہ پاگل ہو گیا تھا، وہ کہتا ہے:

ارید لا نسیھا فکانما
تجلت لی اللیلیٰ بکل مکان

ترجمہ: ''میں تو بھلانے کا ارادہ کرتا ہوں، لیکن میں کیا کروں میں جدھر دیکھتا ہوں وہی نظر آتی ہے۔''

سمائے ہو جب سے تم آنکھوں میں میری
جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

کبھی ہوا ہے دل و دماغ کے اوپر کسی کے خیال کا غلبہ تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ بیٹھے ہو تو بھی وہی دماغ میں ہے، چل رہے ہو تو بھی وہی دماغ میں ہے، ایسے ہوتا ہے جیسے اس کی تصویر ہر وقت آنکھوں کے سامنے ہے تو بھولے کیسے آدمی؟

لاموجود الا اللہ:

اور آخری مقام جو آتا ہے: ''لا الٰہ الا اللہ'' کے ساتھ وہ ہے: ''لاموجود الا اللہ'' موجود بھی اللہ ہی ہے باقی کچھ بھی نہیں، اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ موجود نہیں، میں موجود نہیں، ''لاموجود الا اللہ'' موجود اللہ ہی ہے، کیونکہ اصل موجود وہ ہے جو اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں، جس پر کبھی عدم طاری ہوا نہیں، کبھی عدم طاری ہوگا نہیں، وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا، اصل وجود اس کا ہے ہمارا وجود تو عارضی سا ہے، بنایا بن گیا، مٹایا مٹ گیا، سمجھنے کے لئے اگر آپ چاہیں تو آپ آنکھیں بند کرکے تھوڑی دیر کے لئے گھر پہنچ جاؤ تو آپ کو آپ کا مکان بھی نظر آئے گا، سامان، جانور، چار پائیاں ہر چیز نظر آئے گی، ایک ہی لمحہ میں سب کچھ آپ کے دماغ میں موجود ہو گیا ہے، ذرا توجہ ہٹاؤ تو مٹ گیا، اس کو منطقی حضرات ذہنی وجود کہتے ہیں، آپ نے ذرا توجہ کی بن گیا ذرا توجہ کی ہٹ گیا۔

اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: ''وما امر الساعة الا کلمح البصر او ھو اقرب''... تم قیامت کو مشکل سمجھتے ہو وہ تو ایسے ہے جیسے آنکھ جھپکتے ہو بلکہ اس سے بھی جلدی... آپ نے بنایا تھا گھر آنکھ جھپکنے سے پہلے، مٹا دیا آنکھ جھپکنے سے پہلے یہ کیا موجود ہے؟ یہ کون سا وجود ہوا؟ تو گویا کہ ہم موجود ہیں لیکن نہ ہونے کے برابر، موجود وہی ہے جس پر کبھی عدم طاری نہیں ہوا، کبھی عدم طاری ہوگا نہیں، جو اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں، اصل کے اعتبار سے موجود وہ ہے اور انسان کہے کہ میں ہوں۔ میں ڈاکٹر ہوں، میں انجینئر ہوں، میں نے کمایا ہے، میرے اندر یہ کمال ہے، میرے اندر یہ خوبی ہے۔ یہ باتیں اس وقت تک چلتی ہیں جب تک ''لا الٰہ الا اللہ'' کے ساتھ اللہ کی عظمت انسان کے دل میں نہیں آتی، ورنہ ایک ایک لفظ پر وہ شکر ادا کرے گا کہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، اللہ نے صلاحیت دی، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ڈاکٹر ہو گیا ہوں، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے انجینئر ہو گیا ہوں، اللہ کی توفیق سے زندہ ہوں میرا اس میں کیا کمال ہے۔

شیخ سعدیؒ کی حکایت:

اسی بات کو سمجھنے کے لئے شیخ سعدیؒ کہتے ہیں:

یکے قطرہ از ابر نیساں چکید
خجل شد چوں پہنائے دریا بدید
کہ جائے کہ او است من کیستم
حقا کہ او ہست من نیستم

کہ بادل سے ایک قطرہ ٹپکا جو اپنے آپ کو کچھ رہا تھا کہ میں بھی کچھ ہوں اور جب دریا پر نظر پڑی تو شرمسار ہو گیا اور کہنے لگا کہ پانی تو دریا بہاتا ہے میری کیا حیثیت ہے، اللہ کی قسم یہ ہے میں نے نہیں ہوں، یہ میں نہیں ہوں والی بات ہے ''لا الٰہ الا اللہ'' جس وقت تک دریا پر نظر نہیں پڑی تھی، اس وقت تک اپنے آپ کو پتہ نہیں کیا سمجھ رہا تھا، اور اسی طرح شیخ سعدیؒ نے ایک دوسری حکایت لکھی:

چوں سلطان عزت علم در کشد
جہاں سر بجیب عدم در برد

کہ ایک گاؤں کا چوہدری تھا، سارے لوگ اس کے سامنے دست بستہ ہوتے تھے، سارے اس کے سامنے جھکتے تھے، ایک دفعہ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ بادشاہ کے دربار میں چلا گیا، جب بادشاہ پر نظر پڑی تو کانپنے لگ گیا، ٹانگیں کانپنے لگ گئیں، جیسے بڑے آدمی کے سامنے جاتے ہوئے ہو جاتا ہے، بیٹا کہتا ہے: ابو کیا ہو گیا؟ لوگ تو آپ کے سامنے کانپتے تھے، آپ یہاں کانپنے لگ گئے؟ آپ تو چوہدری تھے وہ کہتا ہے کہ میں چوہدری اس وقت تک تھا جب تک اس دربار میں نہیں آیا تھا، جب اس دربار میں آ گیا تو چوہدراہٹ ختم، اس کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ بادشاہ ہے، جب اس کی عظمت ظاہر ہوتی ہے تو جہاں ایسے لگتا ہے کہ ہے ہی نہیں، اس کو کہتے ہیں: ''لاموجود الا اللہ'' اس کی عظمت کے سامنے سب کچھ ملیامیٹ ہو جاتا ہے۔

اسی طرح ایک اور حکایت بیان کی کہ کسی نے جگنو کو کہا کہ تو رات کو بڑا چمکتا ہے، دن کو نہیں چمکتا؟ وہ کہتا ہے رات کو اس لئے چمکتا ہوں کہ اندھیرا ہوتا ہے، سورج کے سامنے کون چمکے؟ رہتا نہیں ہوں لیکن چمکتا نہیں ہوں؟ تو پہلے ہوتا ہے: ''میں، میں'' جب اللہ کی عظمت نمایاں ہوتی ہے تو ہوتا ہے: تو ہی تو، تو ہی تو، تو ہی تو یہ ہے جو ''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھنے کے بعد انسان توحید کی طرف جاتا ہے۔

توحید کو سمجھنے کیلئے محمد رسول اللہ کا دامن پکڑو:

اب آ گئی بات کہ یہ جو ''لا الٰہ الا اللہ'' کے

ساتھ درجات ہیں، ان کو عقل کے ذریعہ سے حاصل نہیں کر سکتے، عقل کے پیچھے پڑنے والے تو ماریں کھاتے پھرتے ہیں، کیونکہ یہ توحید اور اللہ کی ذات کے ساتھ تعلق اس کو انہی لفظوں سے تعبیر کر سکتے ہیں کہ تو دل میں تو آتا ہے عقل میں نہیں آتا، میں جان گیا تیری پہچان یہی ہے، یہ منزلیں اگر طے کرنی ہیں تو کامل راہنما چاہئے اور تمام کاملوں کا کامل، تمام ہادیوں کا ہادی، تمام راہنماؤں کا راہنما اس دربار کا پہنچا جاننے والے، دامن ان کا پکڑو تو مقام توحید پر آؤ گے، ان کا دامن چھوڑ کر کوئی راستہ نہیں ہے، توحید کی طرف جانے کا اور اللہ کو منانے کا اگر راستہ ہے تو وہ یہی ہے، جب ''محمد رسول اللہ'' کا دامن پکڑ لیا باقی سارے دروازے بند، صرف یہی ایک دروازہ باقی ہے۔

پیغمبر کے خلاف وہی شخص راستہ اختیار کرسکتا ہے جو منزل پر کبھی نہیں پہنچے گا۔ سعدی بھی دل میں خیال بھی نہ لانا کہ ''محمد رسول اللہ'' کے بغیر دل کی منزل طے کی جاسکتی ہے، اس کا کبھی دل میں خیال بھی نہ لانا کہ مصطفی کے نقش قدم پر چلے بغیر دل کی صفائی حاصل ہوسکتی ہے، اس دربار تک رسائی صرف ''محمد رسول اللہ'' سے ہے، یہ ہے ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔''

پورے دین کا خلاصہ:

جب یہ دامن پکڑو گے دامن پکڑنے کے بعد پھر وہی بات آ گئی وہ آپ کو بتائیں گے کہ اس دروازے کی سیڑھی سب سے پہلے نماز ہے ، دوسرے نمبر پر زکوٰۃ ہے، تیسرے نمبر پر صوم ہے، چوتھے نمبر پر حج ہے اور یہاں پھر وہی بات ہوگی کہ صرف کہہ دینا کافی نہیں، اس کی روح کیا ہے؟ نماز کے لئے کیا کیا شرطیں ہیں، کیا کیا پاکیزگی ظاہری اور باطنی طور پر چاہئے؟ زکوٰۃ میں پورا مالی نظام آ گیا، پورا بدنی نظام صلوٰۃ میں آ گیا، صوم اللہ کے عشق کا مظاہرہ ہے اور حج تو اللہ تعالیٰ پر مر مٹنے کا نام ہے آخری آخری معاملہ جو حج کا ہے، یہ تو مرمٹنے کا نام ہے، یہ منزلیں اسی طرح طے ہوتی ہیں اور اس میں سارا دین سمٹ کر آ جاتا ہے۔ نماز کس اخلاق کا تقاضا کرتی ہے؟، کیا طرزِ عمل کا تقاضا کرتی ہے؟ زکوٰۃ مالی نظام کیا چاہتی ہے؟، مالیات میں کیا احتیاط چاہتی ہے؟، صوم انسان کو کیا سبق دیتا ہے؟ اور حج کی حقیقت اصل کے اعتبار سے قربانی ہے، یہ انسان کو فناء کے مقام تک لے جاتا ہے، اصل کے اعتبار سے یہ روایت جو آپ کے سامنے پڑھی تھی واقعہ یہ ہے کہ پورے دین اسلام کا یہ خلاصہ ہے جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے، اللہ ہمیں سمجھ دے اور سمجھنے کی توفیق دے اور ان چیزوں کی حقیقت نصیب فرمائے، توحید بھی ہم صحیح طور پر جانیں جس میں رد شرک، رد بدعت سب کچھ آ جاتا ہے۔ (آمین)

ارکان اسلام کی مثال شجرہ طیبہ کی ہے:

اسی طرح توحید پر ایمان، رسالت پر ایمان اور پھر آگے عبادت کا نظام اور عبادت کے چاروں شعبے جس وقت یہ سارے پورے ہو جاتے ہیں، اب یہ شجرۂ ایمانی کامل مکمل ہوگیا، پھر قرآن کیا کہتا ہے؟ بات تو کلمہ کی ہے: ''مثل كلمة طيبة كشجرة طيبة اصلها ثابت وفرعها في السماء'' کلمہ طیبہ کی مثال ایک عمدہ درخت کی ہے جس کی جڑ زمین میں ثابت ہے، شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ''تؤتي اكلها كل حين باذن ربها'' وہ اپنے رب کی اجازت کے ساتھ ہر وقت پھل دیتا ہے، تو جب دل میں گہرائی اس کی آ گئی، دل میں جڑ لگ گئی اور یہ شاخیں پھیل گئیں تو اب اللہ کی حکمت کے ساتھ یہ پھل دار درخت ہے، پھر ہر وقت انسان اس کے پھل سے مزہ لیتا ہے اور یہ پھل دار بھی ہے: ''تؤتي اكلها'' یہ اپنا پھل دیتا ہے اور اس کا سایہ بھی گھنا ہے تو گویا کہ جڑ جب مضبوط ہوگئی اور اتنا پھیل گیا تو: یہ درخت پھل دار بھی ہے، یہ درخت سایہ دار بھی ہے، یہ درخت پُر بہار بھی ہے کہ اس کے اوپر کسی قسم کی خزاں نہیں تو انسان اس کے سائے میں راحت پاتا ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں یہی شجرہ طوبیٰ ہے، تو ارکان اسلام اسی طرح شجرہ طیبہ کی مثال ہیں، قرآن کریم نے اس کو اسی انداز میں ذکر کیا ہے، اس لئے ایمان دل سے شروع ہوتا اور اس کی شاخیں باہر پھیلتی ہیں۔

کیا خوشی اس بات کی کہ کوئی ایجنٹ ہے کوئی جج ہے:

جس وقت تک انسان پوری طرح سے احکام کا پابند نہ ہو تو اس کا یہ تنا بھی ٹوٹ گیا وہ تنا بھی ٹوٹ گیا، اکیلی جڑ سے نہ پھل ملتا ہے نہ سایہ حاصل ہوتا ہے، نہ نماز ہے، نہ روزہ ہے۔ اکبر الٰہ آبادیؒ کہتے ہیں:

نہ نماز ہے نہ زکوٰۃ ہے نہ روزہ ہے نہ حج ہے
تو کیا خوشی اس بات کی کوئی ایجنٹ ہے کوئی جج ہے

اب جس درخت کے تنے ٹوٹ جائیں، پتے جھڑ جائیں اور ایک جڑ اگر قلب کے اندر رہ بھی گئی تو کیا آپ نے دیکھا ہے کسی درخت کی جڑ ہو اور اس کو سیب لگ جائیں، اس کو آم لگ جائیں، اگر صرف جڑ موجود ہو اس کے تنے اور شاخیں نہیں ہیں تو ایسی صورت میں نہ پھل نہ سایہ کچھ بھی نہیں ہوتا، ہاں البتہ یہ امید لگی رہتی ہے کہ کسی وقت بھی سرسبز ہو جائیگی، اس لئے ایمان باقی ہے، ورنہ اصل کے اعتبار سے اگر سایہ لینا ہے یا پھل لینا ہے تو اس درخت کو سرسبز ہونا چاہئے، اللہ ہم سب کو وہ نصیب فرمائے اور خاص طور پر جو حج کی عبادت ہے وہ اللہ تعالیٰ صحیح طور پر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

شریعت میں پردہ کی اہمیت

محمد ثاقب ایوب

اسلام نے عورتوں کے مقام کو چودہ سو برس پہلے ہی بتادیا تھا۔اسلام سے پہلے تو عربوں کی حالت نہایت بے سکون اور جاہلانہ تھی۔لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی دفن کر دینا ان کے مزاج میں تھا،لیکن جب روشنی اسلام کی پھیلی اور عورتوں کے حقوق ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادیے تو عورتوں کو ان حقوق کو پہچاننا اور جاننا اور سیکھنا بہت ہی ضروری ہوگیا تاکہ دنیا میں رہتے ہوئے خواتین کو اپنے حقوق اور ذمہ داریوں کا احساس ہو کہ خدا نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے کیا کیا خوشخبریاں، کیا کیا نصیحتیں اور کیا کیا ثواب واجر کا ذکر اپنی تعلیمات میں کیا ہے۔

آج کی لڑکیاں جو پردے کی عمر کو پہنچ جاتی ہیں وہ لڑکیاں اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں باپردہ نہیں ہیں کچھ بہت قلیل تعداد باپردہ اور شریعت اسلامی کے مطابق پردہ کرتی ہیں اور ۹۰ فیصد ایسی خواتین ملیں گی کہ ان کو پردہ کے حکم کے بارے میں معلوم نہیں ہے یا اگر معلوم ہے تو عمل نہیں،لہٰذا انہیں عمل کرنا چاہئے کہ کتنا سخت حکم پردے کے بارے میں ہیں۔قرآن کریم میں بھی ذکر آیا ہے،دوپٹہ اوڑھتی ہیں لیکن پردہ کے حکم میں جو چھپانا مقصود ہے وہ نہیں کرتی، تقریبات، کالجز اور یونیورسٹیوں اور اسکولوں میں لڑکیوں کے سر پر دوپٹہ نہیں ہوتا،سر کے بال ستر عورت ہیں،ستر کو ڈھانپنے کا حکم ہے، کہنیاں کھلی رہتی ہیں ان کو ڈھانپنے کا حکم ہے،باریک لباس سے جسم نظر آتا ہے خواتین آج کل زیب تن کرتی ہیں جو ننگی معلوم ہوتی ہیں۔

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ:''بعض عورتیں نام کو کپڑا پہنتی ہیں اور واقع میں وہ ننگی ہیں۔ایسی عورتیں بہشت میں نہ جاویں گی اور نہ اس کی خوشبو سونگھنے پائیں گی۔''

دوسری حدیث میں ہے:''عورت اگر عطر لگا کر غیر مردوں کے پاس سے گزرے تو وہ ایسی ہے یعنی بدکار ہے۔''

دیور، جیٹھ، بہنوئی، چچازاد یا ماموں زاد یا پھوپھی زاد یا خالہ زاد بھائی تو نامحرم ہے ان کے سامنے میں بے پردہ جانے سے بچے ورنہ بہت سخت وعیدیں(عذاب)احادیث میں نقل کئے گئے ہیں۔

حدیث میں مرد کی شکل بنانے والیوں پر لعنت بھیجی گئی ہے۔آج کی نوجوان بالغ لڑکیاں محرم و نامحرم سے گھل مل کر باتیں کرتی ہیں،کھاتی پیتی ہیں۔ اسلام میں اس کی اجازت نہیں ہے،کیا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک ان نوجوان لڑکیوں اور خواتین کو جو بے پردہ اور نامحرم سے میل ملاپ رکھتی ہیں خوش ہوتی ہوگی؟غوروفکر کریں ہماری خواتین اور نوجوان لڑکیاں ہر میدان میں گھر سے باہر عورتیں اور نوجوان لڑکیاں بے پردہ اور خوشبو میں اور بالوں میں نئے نئے اسٹائل بنا کر بازاروں میں نظر آرہی ہیں۔ کیا مغرب کی طرح عورتوں کو بازاروں اور محفلوں اور راگ وسرور کی محفلوں کے لئے پیدا کیا گیا تھا۔عورت تو بچے کے مستقبل کی ذمہ دار ہے اگر ذمہ داری اور اسلام کے مطابق باپردہ رہنے اور غیر ضروری گھر سے باہر نکلنے سے بچے تو بے شک وہ عظیم عورت ہے۔ عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت ہے بے ضرورت،اگر ضرورت ہے تو ضرورت کو پوری کرکے فوراً چہار دیواری میں آجائے،عورتوں کو غیر مرد کے سامنے بیٹھنا، اٹھنا،خوشبو لگانا، باریک کپڑے پہننا اور نامحرم سے گفتگو کرنا سب منع ہے۔یہ اسلام جو دین کامل اور آخری دین ہے،اس کا شرم وحیاء کا پیغام امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کے لئے ہے اور شرم وحیاء ہی عورت کا زیور ہے۔ہر عورت ہر نوجوان بالغ لڑکی اس قانون پردہ کو سمجھے اور عمل کرے۔ عورتوں میں شرم ولحاظ اور قناعت اچھی خصلت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت سونے کا زیور دکھلاوے کو پہنے گی، اس سے اس کو عذاب دیا جائے گا۔(بہشتی زیور)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدکار عورت کی بدکاری ہزار بدکار مردوں کی بدکاری کے برابر اور نیک عورت کی نیکوکاری ستر اولیاء کی عبادت کے برابر ہے۔(ابوالشیخ عن ابن عمر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت کا اپنے گھر میں گھر کا کام کرنا، جہاد کرنے والوں کے رتبہ کو پہنچتا ہے۔(بہشتی زیور)

مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ بہشتی زیور میں لکھتے ہیں: عورتوں کو اپنے گھر سے نکلنا اور

کہیں آنا جانا بوجہ بہت سی خرابیوں کے درست نہیں، جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ: عورت کا سارا بدن سر سے پیر تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے۔ غیر محرم کے سامنے کھولنا درست نہیں۔ آج ہر گھر میں ستر عورت کو اہمیت نہیں دی جاتی ہے۔ غیر محرم کو غیر محرم ہی سمجھنا چاہئے کیونکہ حکم رب کائنات مالک حقیقی ہے۔ مولانا تھانویؒ لکھتے ہیں کہ جو بال کنگھی میں ٹوٹے اور کٹے ہوئے ناخن بھی کسی ایسی جگہ ڈالے کہ نامحرم کی نگاہ نہ پڑے۔ نہیں تو گناہگار ہوگی۔ مولانا تھانوی نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں: جوان عورت کو غیر مرد کے سامنے اپنا منہ کھولنا درست نہیں۔ آج کل کمپیوٹر اور جدید تعلیم جوان عورتیں حاصل کررہی ہیں اور بے پردہ رہتی ہیں وہ غور کریں اور عہد کریں کہ آئندہ ایسا گناہ نہیں کریں گی۔ گھرا پردہ ہی عورت اور نیک عورت کی پہچان اور نشانی ہے۔ بے پردہ اور آج جیسے دور میں نفسا نفسی اور افراتفری کے دور میں عورت کا باہر نکلنا بہت ہی فساد و شر کے خطرے سے خالی نہیں۔

خواتین کو مردوں کی طرح وضع قطع کرنے کا حکم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے حقوق ادا کرنے اور پردہ کرنے کا حکم دیا ہے اور پردہ میں کیا کیا شامل ہے؟ ہر تعلیم یافتہ جوان لڑکیاں ایسی کتابیں پڑھیں جن میں خواتین کے پردہ اور ان کے بارے میں اسلام کا مطمح نظر ہو اور حقوق کا ذکر ہو تا کہ جاسوسی اور بے ہودہ ناول جن کو پڑھ کر شرم وحیاء کا دامن چھوٹ جائے۔ یاد رکھئے! اللہ تعالیٰ کا عذاب نہایت سخت ہے۔ حدیث رسول جس کا مفہوم ہے: جب بے پردگی اور بے ہودگی اور فحاشی بڑھ جاتی ہے تو عورتوں کی تعداد زیادہ ہوجاتی ہے۔☆☆

مجھ کو کیا اچھا لگا؟

مجھ سے پوچھے آ کے کوئی، مجھ کو کیا اچھا لگا
مصطفیٰ ﷺ کا مرتبہ بعداز خدا اچھا لگا

انگلیوں سے آبِ شیریں کا ہوا چشمہ رواں
خشک تھن سے جاری ہونا دودھ کا اچھا لگا

حضرت بوبکرؓ اور فاروقؓ و عثمانؓ و علیؓ
چار یاروں کا مقدس قافلہ اچھا لگا

سنگریزوں نے صدا دی کلمۂ توحید کی
چاند شق ہونے کا نادر واقعہ اچھا لگا

التجا ہرنی کی سن کر دی رہائی آپؐ نے
اونٹ کی فریاد کا بھی ماجرا اچھا لگا

پربتوں کے پتھروں نے دی سلامی آپ کو
اور درختوں سے سلام آنا بڑا اچھا لگا

ہوگئی روشن کھجوروں کی بھی ٹہنی اس قدر
گھپ اندھیرے میں بھی چل کر راستہ اچھا لگا

نغمۂ نعت نبیؐ قاصرؔ خدا کی دَین ہے
نعت گوئی کا ترا یہ سلسلہ اچھا لگا

غلام ربانی قاصرؔ بھاگل پوری

قادیانی مسلمانوں کے اجتماعی دھارے میں واپس آجائیں

مولانا زاہد الراشدی

۲۴/دسمبر کو ضلع گجرات کے گاؤں گولیکی میں ماسٹر سرفراز احمد شہید کی یاد میں منعقد ہونے والے جلسہ میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ ماسٹر سرفراز احمد کو دو ماہ قبل ۲۰/اکتوبر ۲۰۱۱ء کو اندھا دھند فائرنگ کرکے شہید کر دیا گیا تھا اور بتایا جاتا ہے کہ ان کے جسم میں چالیس سے پچاس کے درمیان گولیاں پیوست تھیں، گولیکی ایک پرانا گاؤں ہے، جہاں کی ایک قدیمی مسجد مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان وجہ تنازع بنی ہوئی ہے، جس میں ماسٹر سرفراز احمد شہید کے دو چچازاد بھائی اس سے قبل شہید ہو چکے ہیں، ایک قادیانی کا قتل بھی اس تنازعے کا حصہ ہے اور ایک مسلمان فرحان قیوم نے بھی جام شہادت نوش کیا ہے۔

گولیکی میں کم و بیش ساڑھے تین سو سال سے چلی آنے والی یہ مسجد شروع سے مسلمانوں کی عبادت گاہ رہی ہے لیکن ۱۹۲۲ء میں اس مسجد کا امام ''امام دین'' قادیانی ہو گیا اور مسجد میں قادیانیوں کا عمل دخل شروع ہو گیا، اسی کے خاندان سے ایک شخص اکمل قادیانی نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تعریف میں لکھے گئے اس بدنام شعر کی وجہ سے خاصی شہرت پائی، جو اس کی ایک نظم کا حصہ ہے اور اس میں اس نے نعوذ باللہ یہ کہا ہے:

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

علاقے میں قادیانیوں کا زیادہ تعارف نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان اور قادیانی اس مسجد میں اکٹھے عبادت کرتے رہے تا آنکہ ۱۹۷۴ء میں پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو اسی مسجد میں مسلمان اور قادیانی الگ الگ اپنی نماز باجماعت پڑھنے لگے اور مسجد میں ہی علیحدہ عبادات کا نظم بنا لیا۔

۱۹۹۲ء میں مسجد کی دوبارہ تعمیر کے موقع پر مسلمانوں اور قادیانیوں کا تنازع شدت اختیار کر گیا اور قادیانیوں نے مسلمانوں کو مسجد سے زبردستی بے دخل کر دیا، جس کے خلاف مسلمان عدالت میں چلے گئے اور ۱۹۹۷ء میں علاقہ مجسٹریٹ الیاس گل نے مسجد کو سیل کر دیا، جو اب تک سیل چلی آ رہی ہے۔

ماسٹر سرفراز احمد شہید اس کیس میں مسلمانوں کی طرف سے مدعی تھے، اس لئے نشانے پر آ گئے اور ان کا دوسرا ''جرم'' یہ تھا کہ انہوں نے سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی کو دعوت دے کر گولیکی میں ان کا خطاب کرایا تھا، چنانچہ مختلف حوالوں سے ماسٹر سرفراز احمد پر دباؤ ڈالا جانے لگا کہ وہ کیس سے دستبردار ہو جائیں لیکن وہ اس کے لئے تیار نہ ہوئے اور مبینہ طور پر ان پر پانچ قاتلانہ حملے وقفے وقفے سے ہوئے اور آخری حملے میں وہ شہادت سے ہمکنار ہو گئے، جبکہ اس سے قبل ۱۹۹۹ء کے دوران ایک حملے میں وہ اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ شدید زخمی ہوئے اور ان کا ایک چچازاد بھائی شہید ہوا۔ ۲۰۰۱ء میں ہی ایک اور تصادم کے دوران فرحان قیوم نے جام شہادت نوش کیا اور اسی سال ایک قادیانی کے قتل کے الزام میں ماسٹر سرفراز احمد گرفتار ہوئے اور انہیں عمر قید کی سزا ہوئی مگر ہائیکورٹ نے انہیں بری کر دیا۔

اس پس منظر میں ۲۰/اکتوبر ۲۰۱۱ء کو ان شہدائے ختم نبوت کی یاد میں گولیکی میں ''شہدائے ختم نبوت کانفرنس'' انعقاد پذیر ہوئی جس کا اہتمام جمعیت اہل السنۃ والجماعت ضلع گجرات نے کیا۔ جمعیت اہل سنت ضلع گجرات کے نوجوان علمائے کرام کی تنظیم ہے، جس میں دیوبندی مکتب فکر کے نوجوان فضلاء کو جوڑ کر منظم اور مربوط دینی و مسلکی جدوجہد میں شریک کیا گیا ہے۔ ہمارے ایک عزیز نوجوان مولانا محمد عمر عثمانی اس محنت میں پیش پیش ہیں جو جامعہ نصرۃ العلوم کے فاضل ہیں اور میرے سسرالی گاؤں گلیانہ تحصیل کھاریاں سے تعلق رکھتے ہیں۔

ضلع گجرات کے ان نوجوان علمائے کرام کی تین چار باتیں مجھے بہت پسند ہیں، ایک یہ کہ کوئی بھی دینی اور مسلکی معاملہ ہو یہ اس میں دلچسپی لیتے ہیں اور متحرک کردار ادا کرتے ہیں، دوسری یہ کہ اپنے مسلک کے علمائے کرام بالخصوص ملک بھر کے مختلف جامعات سے فارغ التحصیل ہو کر آنے والے علاقے کے نوجوان علمائے کرام کو جوڑنے اور وقتاً فوقتاً کسی نہ کسی حوالے سے ان کے اجتماعات منعقد کرنے کی محنت کرتے رہتے ہیں اور تیسری یہ کہ ضلع کے بزرگ علمائے کرام سے لاتعلق رہنے کی بجائے ان کی سرپرستی میں کام کرتے ہیں، ان سے مسلسل مشاورت کرتے رہتے ہیں اور ان کی راہنمائی کو عملاً بھی قبول کرتے ہیں۔ ایک اور بات بھی ان میں اچھی پائی جاتی ہے کہ دیوبندی مکتب فکر کے مختلف داخلی حلقوں

اور جماعات کے فضلاء کے درمیان اپنی جدوجہد اور روابط میں کوئی فرق نہیں رکھتے اور سب کے ساتھ چلنے کی کوشش کرتے ہیں، جس سے ان کی قوت کار میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ میرے خیال میں یہ تین چار باتیں ایسی ہیں کہ کسی بھی جگہ ان کو خلوص سے اپنا لیا جائے تو دیوبندی حلقوں اور جماعتوں کی کثرت کے باعث مختلف فکری و تربیتی حلقوں کے درمیان پائے جانے والے بُعد اور خلاء کو، جواب کچھ زیادہ ہی محسوس ہونے لگا ہے، کافی حد تک کم کیا جا سکتا ہے۔

بہرحال گولیکی کی شہدائے ختم نبوت کانفرنس میں حاضری ہوئی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا کا مفصل بیان تھا اور ان کے ساتھ مجلس کے ایک اور اہم راہنما مولانا عزیز الرحمن ثانی نے بھی خطاب کیا۔ ان دونوں راہنماؤں نے گولیکی کے مسلم قادیانی تنازعے میں مظلوم مسلمانوں اور شہدائے ختم نبوت کے ساتھ مکمل ہم آہنگی اور یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں بھرپور تعاون کا یقین دلایا، شہدائے کے خاندانوں کے ساتھ تعزیت کی اور قادیانیوں کے ملک دشمن عزائم کو بے نقاب کیا۔

جبکہ راقم الحروف نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ اس گاؤں میں قادیانیوں کی بڑی تعداد آباد ہے، مسئلہ کے دوسرے پہلو پر گفتگو کی اور قادیانیوں کو اس بات کی دعوت دی کہ وہ اب تک کی مجموعی صورت حال کا ٹھنڈے دل ودماغ کی ساتھ از سر نو جائزہ لیتے ہوئے دنیا اور آخرت دونوں کے حوالے سے اپنے مستقبل کے بارے میں سوچیں، میں نے ان سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں چار افراد نے نبوت کا دعویٰ کر کے اپنے گرد معتقدین کا ہجوم اکٹھا کر لیا تھا، ان میں سے دو قتل ہو گئے تھے اور دو نے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا تھا، قتل ہونے والے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی تھے جبکہ توبہ کر کے ملت اسلامیہ کی دائرہ میں داخل ہونے والے طلیحہ بن خویلد اسدی رضی اللہ عنہ اور سجاح نامی خاتون تھیں۔ یہ دونوں مسلمانوں میں واپس آ گئے تھے اور انہوں نے آخری زندگی ایک اچھے مسلمان کے طور پر گزاری۔ میں قادیانیوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ مسیلمہ اور اسود عنسی کا راستہ اپنانے کی بجائے طلیحہ اور سجاح کے نقش قدم کو اپنائیں اور غلط عقائد سے توبہ کر کے مسلمانوں کے اجتماعی دھارے میں واپس آ جائیں، وہ ہمارے مسلمان بھائی ہوں گے۔

قادیانیوں کو خواہ ان کا تعلق قادیانی یا لاہوری کسی بھی گروہ سے ہو، میں ایک اور زاویے سے بھی غور و فکر کی دعوت دینا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ جس دور میں سندھ کی ریاست خیر پور ابھی پاکستان میں ضم نہیں ہوئی تھی، نواب خیر پور کے سرکاری طبیب ہمارے ایک محترم بزرگ مولانا حکیم حیات علی چشتی تھے، جن کا تعلق میرپور آزاد کشمیر سے تھا اور وہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کے شاگرد تھے، ان کے فرزند مولانا ڈاکٹر اختر الزمان غوری نے جو اب برمنگھم برطانیہ میں رہتے ہیں، خود مجھے یہ واقعہ بتایا کہ حکیم صاحب کے ساتھ نواب خیر پور کے جو سرکاری طبیب بطور ڈاکٹر تھے، وہ قادیانی تھے اور اس حوالے سے دونوں میں ملاقات اور گفتگو ہوتی رہتی تھی۔

ایک دن حکیم صاحب نے ڈاکٹر صاحب موصوف سے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں صراحت سے لکھا ہے کہ وہ مالیخولیا کے مریض ہیں اور یہ بات آپ اور میں دونوں جانتے ہیں کہ مالیخولیا کا مریض خود کو خدا سے کم نہیں سمجھتا اور اس دماغی مرض کی وجہ سے اس قسم کے دعوے کرنے پر مجبور ہوتا ہے، مرزا غلام احمد قادیانی کے اس مسلسل مرض کی وجہ سے اس کے دعوؤں کی بات تو کسی حد تک سمجھ میں آتی ہے، مگر آپ تو مالیخولیا کے مریض نہیں ہیں اور مالیخولیا کو اچھی طرح سمجھتے بھی ہیں، اس لئے آپ پر تعجب ہوتا ہے کہ آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوؤں پر کیسے یقین کر لیا ہے؟ ڈاکٹر غوری صاحب کا کہنا ہے کہ مولانا حکیم حیات علی چشتی کا یہ تیر نشانے پر لگا اور دو تین روز کے بعد ڈاکٹر صاحب نے حکیم صاحب کے پاس آ کر کہا کہ بات ان کی سمجھ میں آ گئی ہے، چنانچہ انہوں نے قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا۔ میرے خیال میں آج کے قادیانی حضرات اس زاویے سے سوچیں گے تو انہیں بھی بات سمجھ میں آ جائے گی۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲/جنوری ۲۰۱۲ء)

سلسلۂ چشتیہ کے ممتاز بزرگ نواب قیصر انتقال کر گئے

کراچی... سلسلۂ چشتیہ کے ممتاز بزرگ اور مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مرید خاص نواب قیصر، جمعہ کی شب کراچی میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ دارالعلوم کراچی میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ دارالعلوم کراچی کے سربراہ مفتی محمد رفیع عثمانی نے پڑھائی، جس میں ممتاز اور جید علمائے کرام، اہل صفہ، دینی مدارس کے طلبا اور نواب قیصر مرحوم کے مرید اور معتقدین سمیت ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ نواب قیصر کی تدفین دارالعلوم کے پرانے قبرستان میں ہوئی۔ واضح رہے کہ مولانا محمد رفیع عثمانی اور مولانا محمد تقی عثمانی سمیت بہت سے جید علمائے کرام اور بزرگان دین، نواب قیصرؒ سے بیعت تھے۔ نواب قیصر غیر منقسم ہندوستان کے ایک معزز اور نواب گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، وہ مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیعت تھے اور ان سے خصوصی تعلق رکھتے تھے۔ نواب قیصر کی عمر اسی برس کے لگ بھگ تھی۔ ان کے مریدین میں اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کی بڑی تعداد شامل ہے۔ جن کا دائرہ پاکستان اور مشرق وسطیٰ سمیت کئی ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔ (روزنامہ امت کراچی، یکم جنوری ۲۰۱۲ء)

ایک قادیانی کے سوال کا مفصل جواب

دوسری قسط

مولانا غلام رسول دین پوری

۵:... پانچواں وعدہ ہے: "ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ" (پھر میری طرف ہے تم سب کا لوٹ کر آنا، سو میں فیصلہ کردوں گا، تمہارے درمیان اور امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے)۔ یہ وعدہ بھی انشاء اللہ پورا ہوگا، آج جو مذہبی اختلافات ہیں، قیامت کے دن ان اختلافات کا حقیقی فیصلہ کردیا جائے گا، منجملہ ان اختلافات کے سیّدنا حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام کا مقدمہ بھی ہے، لہٰذا آپ آج حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی حیات کے قائل ہوجائیں، مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کے دھوکے میں نہ آئیں ورنہ کل یہود کے ساتھ تمہارا حشر ہوگا۔ لیجئے جناب آپ کے سوال کی یہ دوسری شق ہے، آپ نے لکھا ہے:

"وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْقُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ" (آل عمران)

اس آیت کریمہ میں حضرت عیسیٰ کی وفات کا قطعی اعلان کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم-ناقل) بھی اللہ کے رسول ہیں اور رسول سے بڑھ کر کچھ نہیں اور آپ سے پہلے جتنے رسول تھے سب وفات پاچکے ہیں۔ "خلا" کا لفظ جب مطلق طور پر کسی کے متعلق بولا جائے تو اس سے مراد ہے وفات پاجانا، پس اگر عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول تھے تو لازماً وفات پاچکے ہیں۔

جواب: آپ کی اس شق میں چند دعوے ہیں:

"(۱) اس آیت کریمہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا قطعی اعلان کیا گیا ہے۔

(۲) آپ سے پہلے جتنے رسول تھے سب وفات پاچکے ہیں۔

(۳) "خلا" کا لفظ جب مطلق طور پر کسی کے متعلق بولا جائے تو اس سے مراد ہے وفات پاجانا۔"

یہ دعوے آپ کی مذکورہ عبارت میں مندرج ہیں، لیکن آپ نے ان پر دلائل قائم نہیں کئے، دنیا کا دستور ہے کہ اپنے مدعا کو دلائل سے ثابت کیا جائے، آپ نے کسی ایک دعویٰ پر ایک دلیل بھی قائم نہیں کی۔ تاہم میں نہایت اختصار کے ساتھ ان کا جواب باصواب لکھتا ہوں:

ا:... آپ نے بڑی شد و مد کے ساتھ کہا کہ: "حضرت عیسیٰ کی وفات کا قطعی اعلان کیا گیا ہے" آپ کا یہ دعویٰ سراسر غلط اور قادیانی دجل پر مبنی ہے، کیونکہ آیت مذکورہ کا تعلق سرے سے وفات عیسیٰ ابن مریمؑ کے ساتھ ہے ہی نہیں، اگر آپ کا یہ دعویٰ صحیح ہے تو سابقہ شق کے جواب میں جو معیار میں نے لکھے ہیں، ان کے تحت آپ ثابت کردیں، اگر نہیں کرسکتے تو حیات عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا اقرار کرکے قادیانیت سے توبہ کرلیں۔

صحیح بات یہ ہے کہ چودہ صدیوں کے مفسرین (قادیانیوں کے علاوہ) نے اپنی اپنی تفسیروں میں لکھا ہے کہ اس آیت کا تعلق غزوۂ اُحد کے ساتھ ہے، اس آیت کے سیاق و سباق میں بھی یہی واقعہ مذکور ہے:

"واقعہ یہ ہے کہ اُحد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس جنگ کا نقشہ قائم کیا، تمام صفوں کو درست کرنے کے بعد پہاڑ کا ایک درہ باقی رہ گیا، جہاں سے خطرہ تھا کہ دشمن لشکر اسلام پر حملہ آور نہ ہوجائے، آپؐ نے وہاں پچاس تیر انداز مقرر کردیئے جن کے سردار حضرت عبداللہ بن جبیرؓ تھے، آپؐ نے انہیں تاکید فرمادی کہ یہاں سے کسی حالت میں بھی نہیں ہلنا، جب تک تم اپنی جگہ پر قائم رہوگے ہم اس وقت تک غالب رہیں گے۔ غرضیکہ لشکر کو ہدایات دینے کے بعد جنگ شروع ہوئی، میدان کارزار گرم تھا، غازیان اسلام بڑھ چڑھ کر اپنے اپنے جوہر شجاعت دکھا رہے تھے، مشرکین کی کمریں حضرت علیؓ، حضرت ابودجانہؓ وغیرہم کے سامنے ٹوٹتی ہوئی نظر آرہی تھیں، کفار کے لئے بھاگنے کے سوا چارہ نہ رہا وہ بدحواس ہوکر بھاگے، ان کی عورتیں جو غیرت دلا رہی تھیں، اپنے پائنچے چڑھا کر ادھر ادھر بھاگتی پھر رہی تھیں، مجاہدین اسلام نے یہ منظر دیکھ کر مال غنیمت سمیٹنا شروع کیا، پچاس تیر اندازوں نے یہ منظر دیکھا اور یہ سمجھا کہ فتح کامل ہوچکی ہے، اب یہاں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء مبارک پورا ہوچکا، انہوں نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور مال غنیمت لینا شروع کردیا، حضرت عبداللہ بن جبیرؓ مع گیارہ

ساتھی وہیں رہے، مشرکین کے شاہسواروں نے موقع کو غنیمت جانا اور پلٹ کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا، بہت سے مسلمان شہید اور زخمی ہوگئے، ایک مشرک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھاری پتھر پھینکا، جس کی وجہ سے آپؐ کے دندان مبارک شہید اور چہرۂ انور زخمی ہوگیا، حضرت مصعب بن عمیرؓ نے مدافعت کی، آپؐ زخم کی شدت سے زمین پر گر گئے، شیطان نے آواز لگادی کہ آپ شہید ہوگئے ہیں، یہ سنتے ہی مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے، ادھر منافقین کہنے لگے: جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہوگئے ہیں تو اسلام چھوڑ کر اپنے قدیم مذہب میں واپس چلے جانا چاہئے، اس وقت حضرت انس بن مالکؓ کے چچا حضرت انس بن نضرؓ نے کہا کہ اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقتول ہوگئے ہیں تو رب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو مقتول نہیں ہوئے، تمہارے زندہ رہنے کا کیا فائدہ؟ جس چیز پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جان دے دی ہے اسی (دین) پر تم بھی جان دے دو! یہ کہہ کر آگے بڑھے دشمن پر حملہ کیا اور شہید ہوگئے اسی اثناء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی: الی عباداللہ! انا رسول اللہ! (اللہ کے بندو! ادھر آؤ، میں خدا کا پیغمبر ہوں) حضرت کعب بن مالکؓ آپؐ کو پہچان کر چلائے: مسلمانو! بشارت حاصل کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں موجود ہیں، آواز کا سننا تھا کہ مسلمان بھی ادھر جمع ہونا شروع ہوگئے، تیس صحابہ کرامؓ نے تو آپ کی مدافعت کی اور مشرکین کا جانبازی سے مقابلہ کیا، بالآخر مشرکین میدان چھوڑ کر بھاگ جانے پر مجبور ہوگئے اور یہ آیت نازل ہوئی: "وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْقُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ ط وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ط وَسَيَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ o." (اور نہیں ہیں (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مگر ایک رسول، تحقیق گزر چکے ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول، کیا پھر اگر فوت ہوجائیں یا شہید ہوجائیں تو تم پھر جاؤ گے الٹے پاؤں؟ اور جو کوئی پھر جائے گا اُلٹے پاؤں تو ہرگز نہ بگاڑے گا اللہ کا کچھ اور عنقریب بدلہ دے گا اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو)۔"

تمام مفسرین حضرات نے آیت مذکورہ بالا کا یہی مطلب بیان کیا ہے، کسی ایک مفسر نے بھی اس سے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی وفات ثابت نہیں کی (سوائے مرزائیوں کے) تو آپ نے کیسے کہہ دیا کہ: "اس آیت کریمہ میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی وفات کا قطعی اعلان کیا گیا ہے" تو وہ اعلان کہاں اور کس جملہ میں کیا گیا ہے؟ جو چودہ صدیوں کے مفسرین کو نظر نہیں آیا؟ صرف مرزائیوں اور قادیانیوں کو نظر آگیا؟ بقول تمہارے مان لیا جائے! کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی مسیح عیسیٰ کیسے بن گئے؟

نیز "قَدْ خَلَتْ" میں "خَلَتْ" "خُلُوْ" سے مشتق ہے جس کا معنی "گزرنا" اور "چھوڑ کر چلے جانا" ہے، اس معنی کے لئے "موت" لازم نہیں، امام راغب اصفہانیؒ (جو تمہارے نزدیک بھی معتبر مفسر ہیں) نے اپنی کتاب "مفردات القرآن" میں لفظ "خلو" وغیرہ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَالْخُلُوُّ يُسْتَعْمَلُ فِی الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ لٰكِنْ لَمَّا تُصُوِّرَ فِی الزَّمَانِ الْمُضِیُّ فَسَّرَ اَهْلُ اللُّغَةِ: خَلَا الزَّمَانُ بِقَوْلِهِمْ "مَضَی الزَّمَانُ وَذَهَبَ" قَالَ تَعَالٰی: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ." (المفردات ص:۱۵۸، مطبوعہ مصر)

ترجمہ: "اور "خُلُوْ" زمان اور مکان (دونوں) کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، لیکن جب زمانہ ماضی میں مستعمل ہو تو اہل لغت اس کی تفسیر "خَلَا الزَّمَانُ" سے کرتے ہیں (کہ زمانہ گزر گیا) جیسے ان کا قول ہے: "مَضَی الزَّمَانُ وَذَهَبَ" (کہ زمانہ گزر گیا اور چلا گیا) فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ."

دیکھیں، امام راغب اصفہانیؒ نے "خلت" کا ترجمہ "گزرنا" اور "چھوڑ کر چلے جانا" کر کے تائید کے لئے وہی آیت لکھی ہے جو آپ نے لکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے، اب میرا سوال ہے کہ کیا انہوں نے صحیح لکھا یا آپ نے؟ اگر انہوں نے صحیح لکھا ہے اور یقیناً صحیح لکھا ہے تو آپ کی بات غلط ہے، اگر آپ اپنی بات کو صحیح تصور کرتے ہیں اور ان کی بات کو غلط کہتے ہیں تو وضاحت اور دلائل کے ساتھ ان کا غلط ہونا لکھ دیں، ورنہ توبہ کریں! خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے جو "خلا" کا معنی لکھا ہے سراسر غلط ہے، اگر صحیح ہے تو درج ذیل آیات کا ترجمہ اور تفسیر آپ کیا کریں گے؟

۱:... "وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ" (الرعد:۶)... اور تحقیق گزر چکے ہیں ان سے پہلے عذاب...

۲:... "سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ" (الفتح:۲۳)... اللہ تعالیٰ کی وہ سنت جو پہلے سے چلی آتی ہے...

بتائیں! کیا عذاب مر چکے تھے؟ اور کیا اللہ تعالیٰ کی سنت مر چکی تھی؟ آپ اپنا ضابطہ یہاں فٹ کریں؟

۳:... "وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ط"

(آل عمران:۱۱۹)... اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو کاٹ کاٹ کھاتے ہیں تم پر انگلیاں غصہ سے...۔

۴:... "وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا ج وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْا اِنَّا مَعَكُمْ" (البقرہ:۱۴)... اور جب ملاقات کرتے ہیں مسلمانوں سے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اور جب تنہا ہوتے ہیں اپنے شیطانوں (سرداروں) کے پاس تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔"

دیکھیں! آیت ۳ اور آیت ۴ میں ان منافقین کے لئے "خَلَوْا" کا لفظ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرامؓ کی مجلسوں میں اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی غرض سے آیا جایا کرتے تھے تو اب آپ بتائیں کہ کیا وہ منافقین مر چکے تھے؟ جن کے لئے "خلوا" کہا گیا یا زندہ تھے؟ پھر یہاں کیا معنی و مطلب بیان کرو گے؟ اس طرح کی بیسیوں مثالیں دی جا سکتی ہیں، منصف مزاج اور طبع سلیم رکھنے والوں کے لئے یہی چار مثالیں کافی ہیں:

"طوفان نوح لانے سے چشم تر کافی"

الحاصل: "خلا" کا معنی "وفات پاجانا" نہیں، جیسا کہ آپ سمجھے بلکہ "خلا" کا معنی: "گزرنا، چلے جانا، ہو چکنا" کے ہیں۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق اس دھرتی کو چھوڑ کر آسمان پر چلے گئے اور وہاں زندہ تشریف فرما ہیں، قرب قیامت میں ان کا نزول ہوگا۔ دو حوالے مزید آپ کی تسلی کے لئے لکھ کر اس شق کو بھی ختم کرتا ہوں:

حوالہ ۱:... "عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْيَهُوْدِ: اِنَّ عِيْسٰى (عليه السلام) لَمْ يَمُتْ وَاِنَّهُ رَاجِعٌ اِلَيْكُمْ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ." (ابن کثیر ج:۱ ص:۳۶۶، ابن جریر ج:۳ ص:۲۸۹، در منثور ج:۲ ص:۳۱)

"امام حسن بصریؒ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک فوت نہیں ہوئے، وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف لوٹ کر آئیں گے۔"

میں امید رکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مبارک تسلیم کرتے ہوئے آپ مرزا قادیانی کے دجل و فریب میں نہیں آئیں گے، ورنہ آپ کو بھی اپنے آپ کو یہودی تسلیم کرنا ہوگا (قادیانی تو ہیں ہی) کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطاب یہود کو ہی ہے۔

حوالہ ۲:... یہ حوالہ آپ کے گھر کا ہے، ملاحظہ ہو:

"اور جب حضرت مسیحؑ دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔"

(براہین احمدیہ ص:۴۹۹، خزائن ج:۱ ص:۵۹۳)

"حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔"

(براہین احمدیہ ص:۳۶۱ حاشیہ، خزائن ج:۱ ص:۴۳۱)

حوالہ نمبر۲ کی دونوں عبارتیں صاف بتلا رہی ہیں کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام آسمانوں پر زندہ تشریف فرما ہیں، فوت نہیں ہوئے، فوت ہونے کا عقیدہ اور "وفات" کا معنی قادیانیوں کا خود ساختہ ہے، اب بھی سمجھ میں نہ آئے تو یہی کہوں گا: فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ؟

لیجئے دوسری شق کا جواب بھی آپ کو مل گیا اب تیسری شق کا جواب ملاحظہ ہو: آپ کی عبارت ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا○

ترجمہ: "نہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی کے باپ تھے، نہ ہیں، نہ ہوں گے لیکن اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔"

لوگوں نے نبیوں کی مہر کی جگہ آخری نبی کے معانی لئے ہیں، مگر اس سے بھی ہماری پوزیشن میں کوئی فرق نہیں پڑتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کو مدنظر رکھا جائے تو انبیاء علیہم السلام کا شجرہ مطابق مسند احمد بن حنبل یوں بنتا ہے:

سدرۃ المنتہیٰ: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
ساتواں آسمان: حضرت ابراہیم علیہ السلام۔
چھٹا آسمان: حضرت موسیٰ علیہ السلام۔
پانچواں آسمان: حضرت ہارون علیہ السلام۔
چوتھا آسمان: حضرت ادریس علیہ السلام۔
تیسرا آسمان: حضرت یوسف علیہ السلام۔
دوسرا آسمان: حضرت عیسیٰ و حضرت یحییٰ علیہما السلام۔
پہلا آسمان: حضرت آدم علیہ السلام۔
اہل زمین

اس نقشہ کو دیکھیں تو مخلوق کے مقام پر جو شخص کھڑا ہوگا اس کی نظر سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام پر پڑے گی اور سب سے آخر اس کی نظر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑے گی، گویا سب نبیوں میں آخری نبی وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دے گا، اس کے علاوہ اگر اس حدیث کو لیں کہ آدم ابھی پیدا بھی نہ ہوا تھا تب بھی میں خاتم النبیین تھا تو بھی شجرہ انبیاء میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام کے لحاظ سے اوپر کی جگہ حاصل ہے، پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں سب سے اوپر گئے تو مقام محمدی آخری نبوت کا مقام بنا اس طرح بھی وہ ہی معنی ٹھیک رہے جو ہم نے کئے یعنی ختم نبوت کے یہ معنی ہیں کہ محمد رسول کا مقام سب نبیوں سے افضل ہے۔"

جواب: سب سے پہلے تو آپ سے یہ شکوہ ہے کہ ’’تفسیر صغیر‘‘ سے نقل محض کرتے ہوئے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے اسم مبارک کی ساتھ جملہ دعائیہ (صلی اللہ علیہ وسلم، یا علیہ السلام، یا علیہم السلام) کا مکمل اہتمام نہیں کیا، بالخصوص حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ، آپ کی سابقہ عبارتوں میں بھی اکثر یہی طرز ہے جس سے بندہ یہ سمجھتا ہے کہ تمہارے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کا مرتبہ (العیاذ باللہ) تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ ہے اور یہی چیز (انبیاء علیہم السلام کی بے ادبی وگستاخی) قادیانیوں کو راہ راست پر نہیں آنے دیتی، مرزا قادیانی کی کتب دیکھی جائیں تو ان میں صرف ایک بات سمجھ میں آتی ہے، جسے ایک شعر میں نقل کر دیتا ہوں:

راما ہم ہیں، مریم ہم ہیں، رستم ہم ہیں، ہم ہی جم
گویا کہ بس ہم ہی ہم ہیں، ہم ہی ہم ہیں، ہم ہی ہم

یہی اثرات قادیانیوں میں ہیں کہ وہ مرزے کے سوا اور کسی کو کچھ نہیں سمجھتے، اس لئے محرومی ان کا مقدر بن گئی، خیر! آپ کی عبارت سے درج ذیل امور مفہوم ہو رہے ہیں: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کی مہر ہیں، (۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، (۳) خاتم النبیین کا معنی سب نبیوں سے افضل ہے، (۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ ہیں، (۵) دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہونا۔ سرسری طور پر یہ امور آپ کی مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہو رہے ہیں، اگر مزید غور کیا جائے تو دیگر امور بھی سامنے آسکتے ہیں، کیونکہ مکمل عبارت ابہام سے بھری ہوئی ہے تاہم! مندرجہ بالا امور کا نہایت ہی اختصار کے ساتھ جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ آپ کے دل و دماغ میں کوئی بات بیٹھ سکے۔

پہلا امر: آپ نے آیت کا ترجمہ کرنے کے بعد لکھا: ’’لوگوں نے نبیوں کی مہر کی جگہ آخری نبی کے معانی لئے ہیں مگر اس سے بھی ہماری پوزیشن میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔‘‘

اس عبارت میں ’’لوگوں‘‘ سے کون لوگ مراد ہیں، آپ نے متعین نہیں کیا، میں بتا دیتا ہوں کہ ’’لوگوں‘‘ سے مراد چودہ صدیوں کے محققین مفسرین، محدثین واہل لغت ہیں اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی جمیع امت مسلمہ (مرزائیوں کے علاوہ) ہے، ان سب نے ’’خاتم النبیین‘‘ کا معنی ’’آخری نبی‘‘ کیا ہے اور بالکل صحیح ترجمہ کیا ہے، ’’نبیوں کی مہر‘‘ والا ترجمہ اور اس سے غلط مفہوم اخذ کرنا بالکل غلط ہے، لہٰذا آپ اپنی پوزیشن تبدیل کرلیں اور قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام میں داخل ہو جائیں۔

اب دیکھتے ہیں کہ اہل لغت اور حضرات مفسرین نے ’’خاتم النبیین‘‘ کا کیا معنی کیا ہے؟

ملاحظہ ہو: امام راغب اصفہانیؒ نے ’’مفردات‘‘ میں لکھا ہے:

’’وَخَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لِاَنَّهٗ خَتَمَ النُّبُوَّةَ اَیْ تَمَّمَهَا بِمَجِیْئِهٖ۔‘‘ (مفردات، ص:۱۴۲)

ترجمہ: ’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اس لئے ہیں کہ آپؐ نے اپنی تشریف آوری سے نبوت کو ختم کر دیا یعنی پورا فرما دیا۔‘‘

اور امام جلال الدین سیوطیؒ نے حضرت قتادہؓ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

’’عَنْ قَتَادَةَ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اَیْ اٰخِرَهُمْ۔‘‘

(درمنثور، ج:۵، ص:۲۰۴)

ترجمہ: ’’حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں یعنی ’’آخرالنبیین‘‘ ہیں۔‘‘

(جاری ہے)

تحفظ ناموس رسالت کانفرنس، جیکب آباد

جیکب آباد... سابق وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کو قادیانی سازش کے تحت پھانسی دی گئی، کیونکہ انہوں نے قادیانیوں کو کافر قرار دینے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ امریکا، برطانیہ اور اسرائیل قادیانیت کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین مولانا محمد راشد مدنی، مولانا محمد حسین ناصر اور جمعیت علماء اسلام کے رہنما ڈاکٹر اے انصاری نے ٹاؤن ہال جیکب آباد میں عظیم الشان تحفظ ناموس رسالت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا، انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی کے بانی اور سابق وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کو قادیانی وعدہ معاف گواہ مسعود کی گواہی پر پھانسی کی سزا دی گئی۔ اس طرح انہوں نے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے بل پر دستخط کے جرم کا بدلہ لیا، انہوں نے کہا کہ پاکستان کا پہلا وزیرخارجہ ظفراللہ خان قادیانی انگریزوں کا ایجنٹ اور متعصب قادیانی تھا۔ انہوں نے کہا کہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں دس ہزار مسلمانوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق تیس جھوٹے نبی آئیں گے۔ جھوٹے نبیوں سے مسلمانوں کو آگاہ رکھنا، علمائے کرام کی ذمہ داری ہے۔ ڈاکٹر اے انصاری نے کہا کہ پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نبوت کا سلسلہ بند ہو چکا ہے۔ قادیانی اسلام اور ملک کے غدار ہیں، ان کا مقابلہ کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ کانفرنس سے مولانا تاج محمد چنہ، مولانا محمد حامد حیدری، پروفیسر خالد محمود سومرو، حافظ محمد رمضان سومرو، عبدالرحمن، حماداللہ انصاری، تاج محمود امروٹی ودیگر نے بھی خطاب کیا۔

خبروں پر ایک نظر

حلقہ ملیر میں تحفظ ختم نبوت پروگرامز

کراچی (رپورٹ: مولانا محمد اسحق مصطفیٰ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد صاحب ۲۲/دسمبر ۲۰۱۱ء بروز جمعرات حلقہ ملیر میں دوپہر ایک بجے تشریف لائے اور رات نو بجے تک تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں مختلف پروگراموں میں شرکت فرمائی۔ اس مختصر سے وقت میں الحمدللہ! پانچ مختلف مقامات پر بیان ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہیں:

پہلا پروگرام: ظہر کی نماز حلقہ ملیر کے مرکز جامع مسجد اقصیٰ و مدرسہ دارالعلوم الاسلامیہ میں ادا کی اور نماز کے بعد پروگرام کا آغاز حافظ محمد ناصر صدیق کی تلاوت سے ہوا اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم محمد فیصل نے پیش کی۔ عقیدۂ ختم نبوت کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، جو شخص آپؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے، یہ عقیدہ قرآن کریم کی سو آیات اور دو سو دس احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ اس عقیدہ کو اپنے طلبا کو خوب یاد کرانا اور پھر اس کو خوب پھیلانا ہے۔

دوسرا پروگرام: بھینس کالونی برکات مدینہ کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ مریم للبنات میں ہوا، جہاں مدرسہ کی طالبات اور محلہ کی عام خواتین نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ قاضی صاحب نے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کی اشاعت میں خواتین کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ قادیانی خواتین ہماری مسلمان بہنوں اور بیٹیوں کے ایمان برباد کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام بچیاں عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق مکمل معلومات رکھتی ہوں تاکہ ان کو کوئی فریب اور دھوکا نہ دے سکے۔

تیسرا پروگرام: عصر کی نماز مدنی مسجد عبداللہ گوٹھ میں ادا کی، نماز کے بعد مولانا قاضی صاحب نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم مسلمانوں کو دین کے معاملے میں غیرت سے کام لینا چاہئے۔ قادیانی اور مرزائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں، ختم نبوت کے منکر ہیں، ان سے لین دین، معاملات، تعلقات نہیں رکھنے چاہئیں۔ ورنہ کل قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی صف میں شمار ہوگا، اس پروگرام میں مولانا عبدالمنان، مولانا عبدالہادی اور قاری غلام حیدر کے علاوہ اہل علاقہ نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

چوتھا پروگرام: مغرب کی نماز الحدید مسجد گلشن حدید میں مولانا حبیب الحق خطیب مسجد کی معیت میں ادا کی۔ اس موقع پر قاضی صاحب نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ دنیا دارالعمل ہے اور آخرت دارالخیر ہے، علم وہی انسان کو فائدہ دیتا ہے جس پر عمل بھی ہو، علم بغیر عمل کے بے کار ہے۔ ہر مسلمان کو علم ہے کہ ذریعۂ نجات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے، اس لئے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ پاک مرتے دم تک آخری نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے وابستہ رکھے۔ بیان کے بعد جامع مسجد اصحاب صفہ پہنچے، وہاں امام جامع مسجد اصحاب صفہ مولانا عبدالباسط صاحب سے ان کی خوشدامن صاحبہ کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کیا اور مرحومہ کے لئے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

پانچواں پروگرام: مولانا قاضی احسان احمد نے مرکزی جامع مسجد المصطفیٰ میں مولانا صادق شاہ صاحب کی معیت میں نماز عشاء ادا کی۔ حضرت شاہ صاحب نے فرض نماز کی ادائیگی کے بعد دعا سے قبل ہی مجمع سے مخاطب ہوکر کہا کہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ مولانا قاضی احسان صاحب یہاں تشریف لائے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ وہ مختصر وقت کے لئے بیان فرمادیں جبکہ یہ بیان پروگرام میں طے نہیں تھا، فقط ساتھیوں سے ملاقات اور مشاورت ہی طے ہوئی تھی قاضی صاحب نے حضرت شاہ صاحب کے حکم کی تعمیل میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ فتنۂ ارتداد کے خلاف کام کرنے والے کو اللہ رب العزت خوب نوازتے ہیں، تحفظ ناموس رسالت اور گستاخان رسول کا تعاقب سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا، یہ کام ہر انسان کے بس کی بات نہیں، مگر وہ جس پر اللہ کا فضل ہو، دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت کا فضل ہر حال میں شامل حال رہے۔

بیان کے بعد مشاورتی عمل شروع ہوا اس کی صدارت حلقہ اسٹیل ٹاؤن کے سرپرست حضرت مولانا صادق شاہ صاحب نے کی۔ راقم السطور نے ایجنڈا پیش کیا، مولانا قاضی صاحب نے جماعتی پالیسی سے شرکائے مشاورت کو آگاہ کیا۔ اجلاس میں علماء کرام مولانا عبدالباسط، مولانا عبدالرحیم، مولانا جنید اسحاق اور مقامی جماعتی خدام ختم نبوت کے علاوہ کثیر تعداد میں نمازی حضرات نے شرکت کی۔ یہ اجلاس حضرت شاہ صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوا، اللہ رب العزت تمام حضرات کے اس عمل کو قبول فرمائے۔ آمین۔

ختم نبوت کا انکار پورے دین کا انکار ہے: مولانا قاضی احسان احمد

کراچی (مولانا عبدالحی مطمئن) ۲۵/دسمبر ۲۰۱۱ء بروز اتوار بعد نماز عصر بلدیہ ٹاؤن سعید آباد نمبر ۸ میں بھائی سلیمان صاحب کے مکان پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے حضرات و خواتین کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد اور اساس ہے، دین اسلام کی حسین و جمیل اور خوبصورت عمارت اسی عقیدہ پر قائم ہے۔ مرزائی اس عقیدہ کا انکار کر کے اس عالیشان عمارت کو زمین بوس کرنا چاہتے ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپؐ کے بعد اللہ تعالیٰ کسی کو منصب نبوت سے سرفراز نہیں فرمائیں گے۔ آپؐ کے بعد اب نبوت کا تاج کسی کے سر پر نہیں سجایا جائے گا۔ یہ عقیدہ قرآن و سنت اور اجماع امت کا مسلمہ عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ کو قرآن مجید کی تقریباً سو آیات ثابت کر رہی ہیں جبکہ مولانا سیف الرحمٰن قاسم نے اپنی کتاب ''دروس ختم نبوت'' میں قرآن مجید کی تقریباً سات سو آیات مبارکہ سے اس عقیدہ کا استنباط کیا ہے۔

امت مسلمہ کا ہر فرد اسی عقیدہ پر کاربند رہا ہے۔ ابتداً سے لے کر آج تک ہر دور میں امت مسلمہ نے اس عقیدہ کا تحفظ کیا ہے، اس عقیدہ کے تحفظ کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ زمانہ نبوت میں پورے دین اسلام کے لئے شہید ہونے والے صحابہ کرامؓ کی تعداد تقریباً ۲۵۹ ہیں جبکہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے یمامہ کے میدان میں مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں تقریباً بارہ سو صحابہؓ و تابعینؒ نے جام شہادت نوش کیا۔ ۱۹۵۳ء لاہور میں تحفظ ختم نبوت کے لئے تقریباً دس ہزار نوجوانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔

ختم نبوت کا انکار پورے دین کا انکار ہے۔ قادیانیت کوئی معمولی فتنہ نہیں۔ قادیانی گستاخ رسول کے ساتھ ساتھ صحابہ کرامؓ کے بھی گستاخ ہیں۔ علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ قادیانیت کا کفر فرعون اور شیطان کے کفر سے بھی بڑا کفر ہے۔ ہم اپنے والدین کے دشمن سے تعلقات اپنی غیرت کے خلاف سمجھتے ہیں تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن سے میل جول کیسے رکھ سکتے ہیں؟ اس لئے غیرت ایمانی اور محبت رسول کا دم بھرنے والے ہر مسلمان کو قادیانیت کا مکمل بائیکاٹ کرنا چاہئے، یہی ایمان کا تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اس پروگرام میں مولانا عبدالقیوم قاسمی، مولانا قاری ساجد محمود، مولانا محمد آصف، حاجی نذیر، ڈاکٹر ولایت شاہ، ملک عبدالخالق سمیت تقریباً پانچ سو خواتین و حضرات اور طالبات نے شرکت کی۔

تحفظ ختم نبوت تربیتی نشست

کراچی ... جمعہ ۲۰/ محرم الحرام اقرأ فرقانیہ اکیڈمی سیکٹر ۸، سعید آباد بلدیہ ٹاؤن میں مقامی خواتین و طالبات کی تحفظ ختم نبوت تربیتی نشست سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع غربی کے مبلغ مولانا عبدالحی مطمئن نے کہا کہ یہ دنیا عارضی ہے اس کی تمام چیزیں عارضی ہیں، یہاں کی عزت و ذلت، کامیابی و ناکامی، مال داری و غریبی اور صحت و تندرستی وقتی ہے، اس کے مقابل اخروی زندگی دائمی ہے، اس کی ابتدا ہے انتہا کوئی نہیں۔ اس دائمی زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے تمام اسلامی عقائد کو ماننا لازمی ہے کسی ایک اسلامی عقیدہ کے انکار سے بھی انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اسلامی عقائد کا حامل انسان خواہ کتنا ہی گناہگار ہو، لیکن ایمان کی بدولت ایک نہ ایک دن ضرور دوزخ سے نکل کر جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اس کے برعکس اسلامی عقائد سے محروم انسان جتنا بھی اچھائی کا حامل ہو، خدمت خلق کے شعبہ میں پیش پیش ہو، رہن سہن، لین دین اور معاملات میں سچا اور کھرا ہو، ان تمام اعمال کے باوجود بھی وہ جنت میں بھی داخل نہیں ہو سکتا۔ معلوم ہوا کہ ایمان کی دولت بہت بڑی دولت ہے، اس کے برابر دنیا کی کوئی نعمت نہیں ہے، کیونکہ یہی مدار نجات ہے۔ اسلامی عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپؐ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا۔ یہ عقیدہ قرآن و حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اس عقیدہ کے منکر قادیانی اور مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی کو آخری نبی مانتے ہیں، اس لئے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ قادیانیوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے، لین دین، تعلقات اور میل ملاپ سے پرہیز کریں اور تمام قادیانی اداروں اور ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین یارب العالمین۔

علامہ محمد ریاض چغتائی کا سانحہ ارتحال

بہاول پور ... (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول پور کے ناظم اور جمعیت علماء اسلام سٹی کے امیر علامہ محمد ریاض چغتائی ۲۴/ دسمبر ۲۰۱۱ء، تین بجے سہ پہر انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم متحرک، فعال اور غیرت مند مسلمان تھے، تمام دینی تحریکات کی سرپرستی میں پیش پیش رہے۔ بندہ ۱۹۸۰ء کی دہائی میں بہاول پور تبلیغی خدمات سرانجام دیتا رہا اور مجلس کے مقامی ممبران کا انتخاب ہوا تو مرحوم کو مجلس کا ناظم منتخب کیا گیا اور تادم واپسیں مجلس کے ناظم رہے۔

جمعیت علماء اسلام نے بھی گزشتہ دہائی میں انہیں اپنا سٹی امیر منتخب کرلیا تو مرحوم مجلس اور جمعیت کو ساتھ لے کر چلتے رہے۔

انتظامی معاملات میں خاصا درک رکھتے تھے اور ضلعی وڈویژنل انتظامیہ کے ساتھ بھی اچھے تعلقات رہے، جب بھی کوئی ستم رسیدہ جماعتی کارکن حاضر ہوا اور انتظامیہ سے متعلق اپنے مسئلہ کا ذکر کیا تو کھونٹی اٹھائی اور اس کے ساتھ چل دیئے ہزاروں جماعتی رفقاء کے کام آتے رہے۔

تندرستی کے عالم میں اور بندہ کے دور میں ہر روز دفتر میں تشریف لاتے، مفید مشوروں سے نوازتے، کانفرنسوں اور اجتماعات کے مواقع پر کھانا تقسیم کرنا اور کھلانا ان کی ڈیوٹی ہوتی تھی۔ بھاری بھرکم وجود کے باوجود ہر کانفرنس کے انتظامات میں پیش پیش رہتے۔

بندہ ۲۳/دسمبر کو خیبر پختونخواہ اور راولپنڈی، منڈی بہاؤالدین، گوجرانوالہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور لاہور کے دورہ سے واپس آیا تو معلوم ہوا کہ مرحوم رحلت فرماگئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے روح رواں مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ، عزیزم مولانا محمد انس سلمہ اور مولانا محمد اسحاق ساقی حفظہ اللہ کی معیت میں جنازہ میں شرکت اور حاضری کی توفیق نصیب ہوئی۔ بہاول پور کی مرکزی شاہی عیدگاہ میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں مختلف طبقات زندگی سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ مجلس کی نمائندگی مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ اور جمعیت علماء اسلام کی نمائندگی مولانا جمیل الرحمن درخواستی نے کی۔ جبکہ امامت کے فرائض جامعہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے شیخ الحدیث مولانا سیف الرحمن مدظلہ نے سرانجام دیئے۔ جنازہ سے پہلے مختلف مسالک اور جماعتوں کے راہنماؤں نے انہیں خراج تحسین پیش کیا اور بہاول پور کے قدیمی قبرستان ملوک شاہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ پاک ان کی خدمات کو قبول فرماکر انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ آمین۔

تبصرۂ کتب

نام کتاب: تذکرہ حضرت بہلویؒ

ترتیب وتدوین: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ضخامت: ۳۳۶ صفحات

ہدیہ: ۲۵۰ روپے

ناشر: جامعہ عبیدیہ آئی بلاک علامہ اقبال کالونی فیصل آباد

ملنے کا پتہ: ادارۂ اشاعت الخیر بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان

حضرت اقدس مولانا عبداللہ بہلویؒ نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ، قطب الارشاد حضرت شاہ تاج محمود امروٹیؒ، مفسر القرآن حضرت مولانا حسین علی واں بھچرویؒ، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت اقدس مولانا محمد امیر داماں، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہٗ جیسی شخصیات سے قادری، نقشبندی، چشتی، سہروردی سلاسل تصوف میں فیوض و برکات حاصل کیں۔ ساٹھ سال تک قرآن پاک کی تفسیر پڑھاتے رہے۔ ہزاروں تشنگان علوم و معارف کی سیرابی کی۔ حدیث پاک سے فقہ حنفیہ کے متدلات کے نام سے ادلۃ الحنفیہ نامی کتاب مرتب کی۔

اگر چہ حضرت والاؒ پر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ، مولانا محمد عابد مدظلہ، مولانا غلام مصطفیٰ، خادم حضرت والا، ماسٹر محمد عمر خانگڑھی نے قلم اٹھایا، لیکن حضرت والا کی مستقل سوانح حیات آج تک نہ لکھی جاسکی۔ پیر طریقت شیخ الحدیث حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کے حکم پر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اس اہم موضوع پر یہ کتاب ترتیب دی ہے۔ کتاب کو سوانح حضرت بہلویؒ، ملفوظات حضرت بہلویؒ، مکتوبات حضرت بہلوی، مجربات حضرت بہلویؒ جیسے عنوانات پر تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ کتاب حضرت بہلوی نوراللہ مرقدہ کے متعلق، متوسلین اور سلسلہ کے احباب کے لئے بلاشبہ ایک گراں قدر تحفہ ہے۔

(نوٹ: تبصرہ کے لئے کتابوں کے دونسخوں کا آنا ضروری ہے: ادارہ)

REGD. SS.160

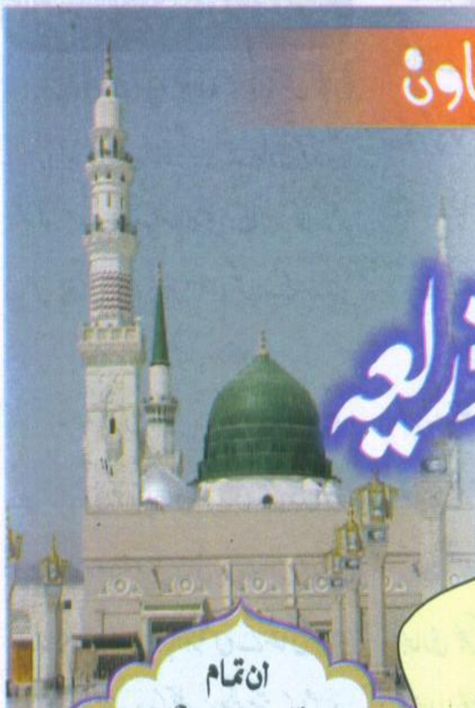

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد ومدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام
صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ،
صدقات، فطرہ، عطیات
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
کو دیجیے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا **عبدالمجید لدھیانوی** صاحب
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب
نائب امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ **خواجہ عزیز احمد** صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا **عزیز الرحمن جالندھری** صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4783486, 061-4583486 اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان
جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون: 021-32780337 فیکس: 021-32780340 اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ